ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

بیادگار
مولانا مفتی محمودؒ

۲۷۶/۶

فرمودات مجدد سرہندؒ صـ ۱۷

روشنی کا مینار

مولانا ابوالحسن علی ندوی صـ ۵

امی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اسلام کی متاع ہیں

مولانا اسعد مدنی کا خطاب صـ ۹

۲۳ جنوری ۲۹ جنوری ۱۹۸۱ء | شمارہ ۴ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

فون: ۶۷۷۱۵

نعت

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں سرشار ہوئے میخوارِ نبیؐ
عرفان کے ساغر ٹکرائیں میخانہ ہے دربارِ نبیؐ

جلووں کی فراوانی ہے وہاں انوار کی بارش ہوتی ہے
اک خلد بداماں ہے عالم، فردوسِ نظر گلزارِ نبیؐ

اک ہوش و جنوں کی حالت میں پہنچیں جب نور و نکہت میں
آنکھوں کو راحت مل جائے، ہے عام وہاں دیدارِ نبیؐ

بوبکرؓ صداقت کے پیکر، فاروقؓ عدالت کے مظہر
عثمانؓ اور حیدرؓ بھی سارے مقبول ہوئے سرکارِ نبیؐ

پھر دل کی امنگیں جاگی ہیں، پھر گنبدِ خضرا پر جاؤں
آنکھوں میں بسا لوں جلووں کو بکھرے ہیں وہاں انوارِ نبیؐ

وہ شخص ہے کتنا خوش قسمت، ہے رشکِ مقدر پر اس کے
مل جائے جسے بھی دنیا میں، وہ سایۂ دیوارِ نبیؐ

پھر کلفت و غم کا قصہ کیا، پھر دار و رسن کا خطرہ کیا؟
ہر جادۂ منزل پر گوہرؔ جب رہبر ہوں اذکارِ نبیؐ

گوہر ملسیانی

* * *

ذہن کو جس دن سے شوقِ مدحِ سرورؐ ہو گیا
ایسا لگتا ہے قلم جبریلؑ کا پر ہو گیا

مصطفےٰؐ جس رہروِ ہستی کا رہبر ہو گیا
ہر مہم سر ہو گئی، ہر راستہ سر ہو گیا

آ گئی سرورؐ کے آتے ہی بیاباں میں بہار
وقت گلشن بن گیا، کانٹا گلِ تر ہو گیا

یوں تو ہر ذرے پہ نورِ مصطفےٰؐ برسا، مگر
کوئی پتھر رہ گیا اور کوئی گوہر ہو گیا

اپنی اپنی ہیں نگاہیں، اپنا اپنا ظرف ہے
ہو گیا بوجہل کوئی، کوئی بوذرؓ ہو گیا

اس سے بڑھ کر بھی کوئی، توحید کا ہو گا ثبوت
مصطفےٰؐ کے ہاتھ میں پتھر سخنور ہو گیا

کیا بتاؤں کس قدر ہے، خاکِ طیبہ میں نمو
جس بھی ذرے کو لگے ہیں پر کبوتر ہو گیا

آپؐ شہرِ علم تھے پھر آپؐ کے فیضان سے
آپؐ کا محبوب حیدرؓ، علم کا در ہو گیا

راحت اعجازِ نقوشِ پائے سرورؐ کیا کہوں
خطۂ ریگِ رواں، جنت کا ہمسر ہو گیا

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۳ | شمارہ نمبر ۴

جمعتہ المبارک ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۶۵ روپے
ششماہی ۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

عالمی حالات کیا چاہتے ہیں؟

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کا مختلف اسلامی ممالک کے دورے کے موقع پر مسلم ممالک کے حکمرانوں نے پُرتپاک اور پُرخلوص انداز میں خیر مقدم کیا اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ صدر نے اپنے ملکی اور غیر ملکی بیانات میں بار بار اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ان کے اس دورے کا مقصد اسلامی سربراہی کانفرنس میں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ اور بقول صدر پاکستان اسلامی ممالک کے رہنماؤں میں اکثر و بیشتر معاملات میں ہم آہنگی پائی گئی ہے خاص طور سے افغانستان میں روسی جارحیت کے مسئلہ پر جن مسلم رہنماؤں سے صدر نے بات چیت کی ہے انہوں نے پاکستان کے مؤقف کی تائید و حمایت کی۔

عالمی حالات کے پیش نظر یہ انتہائی ضروری ہے کہ کم از کم مسلم ممالک میں مکمل اتحاد و اتفاق پایا جائے اور کسی نوع کا بھی افتراق و انتشار نہ ہو۔ حالات کی نزاکت و اہمیت کا تقاضا ہے کہ پوری ملتِ اسلامیہ جسد واحد اور بنیان مرصوص کی مانند ہو اور اپنے حق کے لئے اجتماعی قوتوں کو بروئے کار لاکر میدانِ عمل میں آئے، لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ ابتر حالات کے باوجود اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے اس حقیقت کو اتنی شدت کے ساتھ محسوس نہیں کیا جتنی شدت سے محسوس کیا جانا چاہیئے۔ اور اس سمت میں کچھ کام ہونے کے باوجود ٹھوس پیش رفت نہیں ہوئی۔

جبکہ غیر مسلم طاقتیں ملتِ اسلامیہ کے خلاف پوری طرح متحد، مستعد اور تیار ہیں۔ ان کے تمام تر وسائل ملتِ اسلامیہ کو دبائے رکھنے اور ابھرنے نہ دینے پر صرف ہو رہے ہیں۔ افغانستان میں ایک سپر طاقت نے جس درندگی کا مظاہرہ کیا اور کر رہی ہے وہ سب اسلامی ممالک کی کمزوری کے کھاتے میں جاتا ہے۔ اسلامی ممالک اگر متحد و یک جان ہوتے تو روس کو کیا جراَت ہوتی کہ وہ تمام عالمی قوانین اور ضابطوں کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ایک آزاد اور خود مختار ملک میں بغیر کسی پس و پیش کے داخل ہو جائے، اور اپنے اس شرمناک اقدام کو نہ صرف جائز قرار دے بلکہ افغان عوام کی ضرورت اور امانت سے تعبیر کرے اور اسے اس اقدام پر غیر مسلم ممالک کے علاوہ مسلم ممالک میں سے بھی تائید و حمایت کرنے والے مل جائیں۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان دل کی گہرائیوں سے ابھی تک ایک دوسرے کے قریب نہیں آئے۔ اور ان کی ہم زبانی ہم دلی میں تبدیل نہیں ہوئی۔ مسلم حکمران اگر تعیشات و آسائشات کو خیرباد کہیں اور تن آسانی و آرام طلبی کی دلدل سے نکلیں اور اپنے نامور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سسکتی بلکتی اور جاں بلب انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ دُنیاوی عیش و آرام پر اخروی لذّت و راحت کو ترجیح دیں اور اپنی تقدیر آپ بنانے کے قابل ہو جائیں۔

اغیار کے سامنے رونے جھینکنے چیخنے چلّاتے اور واویلا کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ غیر مسلم طاقتیں اپنے مفادات حاصل کئے بغیر کبھی مسلمانوں کی خیر خواہ اور ہمدرد نہیں ہو سکتیں یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس پر کسی دلیل کے لانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے مسائل آپ حل کرنے کا عزم لے کر آگے بڑھیں۔ احساس مرعوبیّت ترک کر دیں۔ معمولی معمولی مفادات کو قومی اور ملّی مفادات کے مقابلے میں پائے استحقار سے ٹھکرا دیں اور خدائے لم یزل کی ذات پر مکمل بھروسہ رکھیں پھر دیکھیں امّت مرحومہ کے دلدّر دور ہوتے ہیں کہ نہیں۔

صدر صاحب نے اپنے غیر ملکی دورے میں پاکستانیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے اندرونِ ملک انتخابات کے سلسلے میں بھی اظہار خیال کیا ہے جس میں صدر صاحب سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ سیاسی پارٹیاں بحال نہیں کی جائیں گی اور فی الحال انتخابات کرانا بھی ممکن نہیں جبکہ بعد میں آنے والی خبروں میں یہ کہا گیا ہے کہ صدر پاکستان کا کہنا ہے کہ عبوری طور پر موجودہ کابینہ میں سول وزراء کو شامل کر لیا جائے گا اور منتخب حکومت وجود میں آنے تک موجودہ نظام برقرار رہے گا۔

خدا جانے ان متخالف اور متضاد خبروں میں کہاں تک حقیقت ہے اور کون سی خبر درست ہے۔ یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ صدر صاحب نے دوٹوک الفاظ میں انتخابات کرانے اور سیاسی پارٹیوں پر سے پابندیاں اٹھانے سے انکار کر دیا ہو کیونکہ صدر صاحب اپنے متعدد بیانات میں بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ یہ عبوری دور ہے۔ جونہی حالات درست ہوئے انتخابات کرائے جائیں گے اور یہ جو کچھ کیا جا رہا ہے ایک منتخب حکومت کی سہولت کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ان کے بعد کے بیان سے بھی کچھ اسی قسم کا تأثر ملتا ہے۔

محب وطن عوام دانشور اور سیاستدان بھی یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ موجودہ دَور ایک عبوری دور ہے جو بالآخر ایک دن ختم ہوگا اور بقول صدر صاحب منتخب حکومت ہی کاروبار مملکت چلائے گی۔ نہ اس حقیقت سے کسی کو انکار ہے اور نہ ہی کوئی ابہام۔ یہ حقیقت دو اور دو چار کی طرح اٹل ہے۔

مولانا مفتی محمودؒ نمبر کے بارے میں:

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نمبر کی تیاریاں جاری ہیں۔ جماعتی احباب کی طرف سے مضامین، تأثرات اور نظمیں وغیرہ موصول ہو رہی ہیں۔ کتابت بھی تیزی سے ہو رہی ہے۔ ادارے کی طرف سے نمبر کے سلسلے میں ہر امکانی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن بعض اہل علم ثقہ حضرات نے ابھی تک اپنے رشحات قلم ارسال نہیں کئے۔ براہ کرم حضرت مفتی صاحب کی شخصیت کے بارے میں اپنے قیمتی مضامین اور تأثرات جلد ارسال فرمائیں تاکہ نمبر کے سلسلے میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس صدی کے عظیم انسان پر ایک شاندار اور عظیم نمبر پیش خدمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ شرط وہی ہے کہ احباب اپنے بھرپور تعاون سے ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہیں۔ اس نمبر کے صفحات تقریباً پانچ صد ہوں گے جبکہ قیمت کا تخمینہ پچیس اور تیس کے درمیان ہوگا۔ آفسیٹ پیپر سائز: ۲۰ × ۳۰ / ۸۔ مزید تفصیلات سے انشاء اللہ آئندہ شماروں میں آگاہ کیا جاتا رہے گا۔

قارئین توجہ فرمائیں

نظام العلماء پاکستان کا

دستور اساسی

۳۰ جنوری کے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

روشنی کا مینار

سید ابوالحسن علی ندوی

ذرا چودہ سو برس پہلے کی دنیا پر نظر ڈالئے، اونچی اونچی عمارتوں، سونے چاندی کے ڈھیروں اور زرق برق لباسوں کو چھوڑ دیجئے، یہ تو آپ کو پرانی تصویروں کے مرقع اور مردہ عجائب خانہ میں بھی نظر آجائیں گے، یہ دیکھئے کہ انسانیت بھی کبھی جیتی جاگتی تھی۔ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھر کر دیکھ لیجئے اور سانس روک کر آہٹ لیجئے، کہیں اس کی نبض چلتی ہوئی اور اس کا دل دھڑکتا ہوا معلوم ہوتا ہے؟

زندگی کے سمندر میں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھائے جا رہی تھی۔ انسانیت کے جنگل میں شیر اور چیتے، سوّر اور بھیڑئیے بکریوں اور بھیڑوں کو کھا رہے تھے۔ بدی نیکی پر، رذالت شرافت پر، خواہشات عقل پر، پیٹ کے تقاضے روح کے تقاضوں پر غالب آچکے تھے، لیکن اس صورتحال کے خلاف اتنی لمبی چوڑی زمین پر کہیں احتجاج نہ تھا۔ انسانیت کی چوڑی پیشانی پر غصہ کی کوئی شکن نظر نہیں آتی تھی۔ ساری دنیا نیلام کی ایک منڈی بن چکی تھی۔ بادشاہ و وزیر، امیر و غریب اس منڈی میں سب کے دام لگ رہے تھے اور سب کوڑیوں میں بک رہے تھے۔ کوئی ایسا نہ تھا جس کا جوہر انسانیت خریدار کے حوصلے سے بلند ہو اور جو پکار کر کہے کہ یہ ساری فضا میری ایک اڑان کے لئے کافی نہیں۔ یہ ساری دنیا اور یہ پوری زندگی میرے حوصلے سے کم تھی۔ اس لئے ایک دوسری ابدی زندگی میرے لئے پیدا کی گئی۔ میں اس فانی زندگی اور اس محدود دنیا کی ایک چھوٹی سی کسر پر اپنی روح کو کس طرح فروخت کر سکتا ہوں؟

قوموں اور ملکوں سے اور ان سے گزر کر قبیلوں اور برادریوں سے اور ان سے آگے بڑھ کر کنبوں اور گھرانوں کے چھوٹے سے چھوٹے گھروندوں بن گئے اور بڑے بڑے بلند ہمت انسان جن کو اپنی سرفرازی و سربلندی کے بڑے اونچے دعوے تھے۔ بالشتیوں کی طرح ان گھروندوں میں رہنے کے عادی بن چکے تھے۔ کسی کو ان میں تنگی اور گھٹن محسوس نہیں ہوتی تھی اور کسی کو اس سے زیادہ وسیع تر انسانیت کا تصور باقی نہیں رہا تھا۔ زندگی ساری سود و سودا اور مکر و فن میں گھر کر رہ گئی تھی۔

انسانیت ایک سرد لاشہ تھی، جس میں کہیں روح کی تپش، دل کا سوز اور عشق کی حرارت باقی نہیں رہی تھی۔ انسانیت کی سطح پر خودرو جنگل اُگ آیا تھا۔ ہر طرف جھاڑیاں تھیں جن میں خونخوار درندے اور زہریلے کیڑے تھے۔ یا دلدلیں تھیں جن میں جسم سے لپٹ جانے والی اور خون چوسنے والی جونکیں تھیں۔ اس جنگل میں ہر طرح کا خوفناک جانور، شکاری پرندہ اور دلدلوں میں ہر قسم کی جونک پائی جاتی تھی، لیکن آدم زادوں کی اس بستی میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ جو آدمی تھے وہ غاروں کے اندر پہاڑوں کے اوپر اور خانقاہوں اور عبادت گاہوں کی خلوتوں میں چھپے ہوئے تھے اور اپنی خیر منا رہے تھے، یا زندگی میں رہتے ہوئے زندگی سے آنکھیں بند کرکے فلسفہ سے اپنا دل بہلا رہے تھے، یا شاعری سے اپنا غم غلط کر رہے تھے اور زندگی کے میدان میں کوئی مرد میدان نہ تھا۔

دفعتاً انسانیت کے اس سرد جسم میں گرم خون کی ایک رَو دوڑی۔ نبض میں حرکت اور جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔ جن پرندوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اس کے بے حس جسم کی ساکن سطح پر بسیرا کر رکھا تھا ان کو اپنے گھر ہلتے ہوئے اور اپنے جسم لرزتے ہوئے محسوس ہوئے۔

قدیم سیرت نگار اس کو اپنی زبانِ خاص میں یوں بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ شاہ ایران کے محل کے کنگرے گرے اور آتش پارس ایک دم بجھ گئی۔ زمانہ حال کا مؤرخ اس کو اس طرح بیان کرے گا کہ انسانیت کی اس اندرونی حرکت سے اس کی بیرونی سطح میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کی ساکن و بے حرکت سطح پر جتنے کمزور اور بودے قلعے بنے ہوئے تھے ان میں زلزلہ آیا۔ مکڑی کا ہر جالا ٹوٹتا اور تنکوں کا ہر گھونسلہ بکھرتا نظر آیا۔ زمین کی اندرونی حرکت سے اگر سنگین عمارتیں اور آہنی برج خزاں کے پتوں کی طرح جھڑ سکتے ہیں تو پیغمبر کی آمد آمد سے کسریٰ و قیصر کے خود ساختہ نظاموں میں تزلزل کیوں نہ ہوگا؟ زندگی کا یہ گرم خون جو انسانیت کے سرد جسم میں دوڑا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا واقعہ ہے جو متمدن دنیا کے قلب مکۂ معظمہ میں پیش آیا۔

آپ نے دنیا کو جو پیغام دیا اس کے مختصر لفظ زندگی کی تمام وسعتوں پر حاوی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ انسانی زندگی کی جڑیں اور اس کے جھوٹے قصرِ زندگی کی بنیادیں کبھی اس زور سے نہیں ہلائی گئیں جیسی اس پیغام

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

کے اعلان سے ہلائی گئیں اور دنیا کے گنبد ذہن پر کبھی ایسی چوٹ نہیں پڑی تھی جیسے ان لفظوں سے پڑی۔ وہ غصہ سے تلملا گیا اور اس نے جھنجھلا

کہا:

اجعل الالھۃ الھا واحدا
ان ھذا لشیء عجاب

(کیا ان سب کو جن کی ہم پرستش کرتے تھے اور جن کے ہم بندے بنے ہوئے تھے اٹھا کر ایک ہی معبود مقصود مقرر کر رکھا ہے؟ یہ تو بڑے اچنبھے کی بات ہے)

اس ذہن کے نمائندوں نے فیصلہ کیا کہ یہ ہمارے نظام زندگی کے خلاف ایک گہری اور منظم سازش ہے اور ہم کو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔

وانطلق الملأ منھم ان
امشوا واصبروا علی الھتکم
ان ھذا لشیء یراد

ان کے سردار اور ذمہ دار ایک دوسرے کے پاس گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ یہ تو کوئی مطلب کی بھلی بات معلوم ہوتی ہے۔

یہ نعرہ زندگی اور انسانیت کے پورے تصور پر ایک کاری ضرب تھی جو ذہن کے پورے سانچے اور زندگی کے پورے ڈھانچے کو متاثر کرتی تھی۔ اس کا مطلب تھا جیسا کہ آج تک سمجھا جاتا رہا یہ دنیا کوئی خودرو جنگل نہیں بلکہ یہ مالی کا لگایا ہوا آراستہ باغ ہے اور انسان اس باغ کا سب سے اعلیٰ پھول ہے۔ یہ پھول جو ہزاروں بہاروں کا سرمایہ ہے بے مقصد نہیں کہ مل دل کر رہ جائے۔ انسان کے جوہر انسانیت کی اس خالق کے سوا کوئی قیمت نہیں لگا سکتا۔ اس کے اندر وہ لامحدود طلب، وہ بلند ہمت، وہ بلند پرواز روح اور وہ مضطرب دل ہے کہ ساری دنیا بھی اس کی تسکین نہیں کر سکتی اور یہ پست عناصر دنیا اس کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اس کے لئے غیر فانی زندگی اور ایک لامحدود دنیا درکار ہے جس کے سامنے یہ زندگی ایک قطرہ اور یہ دنیا بازیچہ اطفال ہے۔ وہاں کی راحت کے سامنے یہاں کی راحت اور وہاں کی تکلیف کے سامنے یہاں کی تکلیف حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے انسان کا فطری تقاضا خدائے واحد کی عبادت، اس کی خوشنود رضائے الٰہی کی طلب' اور اس کی زندگی اس کے لئے جدوجہد ہے۔ انسان کو کسی روح، کسی مخفی و ذہنی طاقت، کسی درخت اور پتھر کسی قسم کی دھات اور جمادات، کسی مال و دولت کسی جاہ و عزت، کسی طاقت و قوت اور کسی روحانیت و عظمت کے سامنے بندوں کی طرح جھکنے اور سبزہ کی طرح پامال ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ صرف ایک بلندی کے سامنے سب سے زیادہ پست اور سب پستیوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ بلند ہے۔ وہ سارے عالم کا مخدوم اور ایک ذات کا خادم ہے۔ اس کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرا کر اور اس کو اللہ کے سوا ہر ایک کے سجدہ سے منع کر کے ثابت کر دیا کہ کائنات کی طاقتیں جن کے فرشتے امین ہیں اس کے سامنے سرنگوں اور سربسجود ہیں اور اس کا سر اس کے جواب میں اللہ کے سامنے جھکا ہوا ہے۔

دنیا کا ذہن اتنا شل ہو چکا تھا کہ وہ مادیات و محسوسات اور جسم اور پیٹ کے حدود سے باہر آسانی سے کام نہیں کر سکتا تھا۔ لوگوں کا ذہن اتنا اتھلا ہو چکا تھا کہ وہ کسی انسان سے متعلق گہرا اور بلند تصور قائم ہی نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے کچھ پیمانے بنا رکھے تھے۔ ہر نئے شخص کو اس پیمانے سے ناپتے تھے۔ زندگی کی جو چھوٹی چھوٹی بلندیاں بن چکی تھیں' ہر بلند انسان کو انہیں کے سامنے لا کر دیکھتے تھے۔ انہوں نے بڑے غور و فکر اور ذہانت سے کام لیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کے آگے نہ سوچ سکے کہ یا تو وہ مال و دولت کے یا سرمایہ داری و بادشاہی کے یا عیش و عشرت کے طالب ہیں، انصاف کیجئے تو اس وقت تک دنیا کا تجربہ اس سے زیادہ اور کیا تھا اور اس نے اپنے زمانے کے حوصلہ مندوں اور شہبازوں کی اس سے بلند پرواز کب دیکھی تھی؟ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد بھیجا۔ یہ دراصل اس عصر کے ذہن و دماغ اور نفسیات کی سچی نمائندگی اور اس نے جو کچھ کہا' وہ زمانے کے احساسات کی صحیح ترجمانی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کا جواب دیا، وہ نبوت کی صحیح نمائندگی اور امت مسلمہ کی حقیقت کا اصلی اظہار تھا۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ ان میں سے کسی چیز کے طالب نہیں۔ آپ جس چیز کے داعی ہیں وہ ان کی ان بلند چیزوں سے اس سے بھی زیادہ اونچی ہے جتنا آسمان اس زمین سے۔ آپ اپنی ذاتی راحت اور ترقی کے لئے فکر مند نہیں بلکہ نوع انسانی کی نجات اور اس کی راحت کے لئے بے چین ہیں۔ آپ اس دنیا میں اپنے لئے کوئی مصنوعی جنت بنانے کے خواہشمند نہیں بلکہ جنت سے نکالے ہوئے انسان کو حقیقی جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنی سرداری کے لئے کوشاں نہیں بلکہ تمام انسانوں کو انسان کی غلامی سے نکال کر بادشاہ حقیقی کی غلامی میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی بنیاد پر یہ امت بنی اور یہی پیغام لے کر تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اس کے سفیروں نے جو اپنے اندر دعوت کی سچی روح اور اسلام کی صحیح زندگی رکھتے تھے' کسریٰ اور قیصر کے بھرے دربار میں صاف کہہ دیا کہ ہم کو اللہ نے اس کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ ہم اس کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں' دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت میں اور مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام کے انصاف میں داخل کریں۔ ان کو جب اپنے اصولوں پر حکومت قائم کرنے اور چلانے کا موقع ملا تو وہ جو کچھ کہتے تھے اور جس کی دوسروں کو دعوت دیتے تھے اس کو جاری کر کے دکھا دیا۔ ان کی معیاری حکومت کے زمانے میں کسی انسان کی بندگی نہیں ہوتی تھی بلکہ اللہ کی بندگی ہوتی تھی۔ کسی انسان یا جماعت کا حکم نہیں چلتا تھا بلکہ

اللہ کا حکم چلتا تھا۔ ان کا حکم جس کو وہ خلیفہ کہتے تھے معمولی سی انسانی تحقیر پر کہہ اٹھتا تھا کہ لوگ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے تم نے ان کو کب سے غلام بنایا؟ ان کا بڑے سے بڑا حاکم بڑی بڑی بادشاہتوں کے دارالسلطنت میں اس شان سے رہتا تھا کہ لوگ اس کو مزدور سمجھ کر اس کے سر پر بوجھ رکھ دیتے تھے اور وہ اس کو ان کے گھر پہنچا آتا تھا۔ ان کا دولت مند سے دولتمند انسان اس طرح زندگی گزارتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس زندگی کو زندگی اور اس کی راحت کو راحت ہی نہیں سمجھتا۔ اس کی نظر کسی اور زندگی پر ہے اور اس کو طلب کسی اور راحت کی ہے۔

اس امت کا وجود دنیا کے ہر گوشہ میں مادی حقیقتوں اور جسمانی لذتوں کے علاوہ ایک بالکل دوسری حقیقت کے وجود کا اعلان ہے اس کا ہر فرد پیدا ہو کر اور مر کر بھی اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ دنیا کی طاقتوں سے بڑی ایک دوسری طاقت ہے اور اس زندگی سے زیادہ حقیقی دوسری زندگی ہے۔ وہ دنیا میں آتا ہے تو اس کے کان میں اسی حق کی اذان دی جاتی ہے مرتا ہے تو اسی شہادت و مظاہرہ کے ساتھ اس کو رخصت کیا جاتا ہے، جب اس دنیا پر بے حسی اور موت کا سکوت طاری ہو جاتا ہے اور شہر کی ساری آبادی معاش کی جد وجہد میں سرتاپا غرق ہو جاتی ہے اور دنیا میں مادی مزدوروں کے علاوہ کوئی اور ضرورت اور محسوس حقیقتوں کے علاوہ کوئی اور حقیقت جیتی جاگتی نظر نہیں آتی اس کی وہی اذان اس طلسم کو توڑ دیتی اور اس کا اعلان کرتی ہے کہ نہیں جسم اور پیٹ سے زیادہ ایک دوسری روشن حقیقت ہے اور وہی کامیابی کی راہ ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح بازار کا شور اس نعرۂ حق کے سامنے دب جاتا ہے اور سب حقیقتیں اس حقیقت کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں اور اللہ کے بندے اس آواز پر دیوانہ وار دوڑ پڑتے ہیں۔ جب رات کو پورا شہر میٹھی نیند سوتا ہے اور یہ جیتی جاگتی دنیا ایک وسیع قبرستان ہوتی ہے دفعتاً موت کی اس بستی میں زندگی کا سرچشمہ اس طرح ابلتا ہے جس طرح رات کی سیاہی میں صبح کی سپیدی نمودار ہو۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سے اونگھتی سوتی انسانیت کو تازگی اور زندگی کا پیغام ملتا ہے۔ جب کسی طاقتور سلطنت کا کوئی فریب خوردہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (میں تمہارا سب سے اونچا پروردگار ہوں) اور ما علمت لکم من الٰہ غیری (میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں) کا نعرہ لگاتا ہے تو ایک غریب مؤذن اسی مملکت کی بلندیوں سے اللہ اکبر کہہ کر اس کے دعوئ خدائی کا تمسخر اڑاتا ہے اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر حقیقی بادشاہت کا اعلان کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا کا مزاج بے اعتدالی سے اور اس کا دماغ بہکنے سے محفوظ رہتا ہے۔

اس عرفان، ایمان اور اعلان کا چشمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی تعلیم و دعوت ہے اور اب یہی عرفان، ایمان اور اعلان دنیا کی حیات نو کا سرچشمہ اور صحیح و صالح انقلاب کا واحد ذریعہ ہے ؎

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

سرکولیشن منیجر

منظور الحق رحمانی

کوہاٹ - بنوں
ڈیرہ اسمٰعیل خان - پشاور
کے اضلاع کے دورہ پر ہیں۔

خانیوال میں
دو روزہ عظیم الشان

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کانفرنس

مولانا محمد اجمل خان صاحب
ناظم عمومی نظام العلماء
پاکستان اور
صاحبزادہ مولانا فضل الرحمن صاحب
کانفرنس سے خطاب فرمائیں گے

یہ عظیم الشان دو روزہ کانفرنس
۱۶-۱۷ ربیع الاول
۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۸۱ء
بروز جمعہ، ہفتہ، جامع مسجد
غلہ منڈی

میں منعقد ہو رہی ہے۔ مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا قاری محمد حنیف مولانا شفیق الرحمن درخواستی مولانا بشیر احمد حامد مولانا حق نواز جھنگوی مولانا عبد الغفور حقانی کے علاوہ مقامی علماء بھی سیرت طیبہ کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔
سید سلمان گیلانی بارگاہ رسالتماب میں نعت پیش کریں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت
انجمن اہل سنت والجماعت خانیوال

یہ بزرگ ہستی ان اسلاف کے جانشین ہیں جو

ہواؤں میں بارش کی بو سونگھ لینے کی صلاحیت رکھتے تھے

یہ تقریر جناب محمد فاروق قریشی ناظم برائے اطلاعات و امورِ طلباء نظام العلماء کراچی ڈویژن نے حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہٗ کے اعزاز میں جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیے میں مولانا سے قبل بطور سپاس نامہ کے جو ۵ جنوری شام ہوٹل جلیس صدر میں منعقد ہوا۔

جنابِ صدر اور معزز حاضرین!

ہم اور جمعیۃ طلباء اسلام کے ارکان آج اس مقام پر حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہٗ کا استقبال کرتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی ہم حضرت مولانا کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری دعوت کو قبول فرما کر ہمیں اعزاز بخشا اور مسرت و شادمانی سے ہمکنار کیا۔

حضرات! جب ہم حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہٗ کا نام لیتے ہیں تو اس اسمِ سامی سے ہماری مراد صرف ایک شخصیت نہیں ہوتی بلکہ ان کے اسمِ گرامی سے ہمارے ذہن میں ایک روایت کا تصور اور ایک تاریخ کا نقش اجاگر ہوتا ہے۔ یہ وہ روایت ہے جس کے مختلف پہلو ہیں اور جو صدیوں سے ایک سلسبیل کے مانند بہتی، بڑھتی اور پھیلتی چلی آرہی ہے۔ اس روایت کے نمایاں پہلو ہر دور میں ہمارے بزرگوں کے درس و تدریس کے مشاغل، تصنیف و تالیف کی مصروفیتوں، تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی سرگرمیوں، انتہائی مشکل اور صبر آزما حالات میں حق کی حمایت، ظلم و جبر کے خلاف جہاد، ملتِ اسلامیہ کی ذہنی و فکری تعمیر، اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد اور مسلمانوں سے بڑھ کر کل عیال اللہ کی خدمت، ان کی فلاح و بہبود اور پوری انسانیت کے روشن مستقبل اور امن و سلامتی سے معمور دنیا کی تعمیر کی فکر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ اس روایت کے عمدہ اور اُجلے نقوش ہمارے بزرگوں کے افکار و سیرت کی بلندی اور پختگی میں انسانی ہمدردی سے معمور قلب کی وسعتوں میں ملی اور انسانی فلاح و بہبود کے لئے بہترین عزائم میں ان کے اخلاق کی پاکیزگی میں اور ان کی استقامت و عزیمت میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

حضراتِ گرامی! آپ جانتے ہیں کہ آج ہم ملتِ اسلامیہ کے جس مجاہد کی آمد پر یہاں اھلاً وسھلاً کی صدائے پُرخلوص و ارادت بلند کر رہے ہیں وہ برصغیر کی تاریخ کے دورِ آخر کی اس سلسلۃ الذہب کی کڑی ہے جو امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ سے ہوتی ہوئی ان تک پہنچی ہے۔

حضرات! یہ مقدس ہستیاں وہ ہیں جن کا نام لئے بغیر ہماری ملی اور قومی زندگی کی تاریخ کا علمی، ادبی، تہذیبی، سماجی، قومی اور سیاسی کوئی پہلو بھی تو مکمل نہیں ہو سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ برصغیر میں قرآن حکیم کی تعلیم و تدریس کا خاص اہتمام حضرت امام الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ قرآن حکیم کے تراجم (فارسی و اردو) کے رواج کی تاریخ حضرت شاہ صاحبؒ کے ابنائے عظیم حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ سے شروع ہو کر موجودہ دور تک پہنچتی ہے۔ حدیث کی تعلیم و اشاعت میں بھی اس خانوادۂ رفیع الارکان کی خدمات تاریخ کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

حضراتِ گرامی! اردو زبان و ادب کے دورِ جدید کا آغاز عام طور پر سرسیّد سے کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دورِ جدید کا آغاز حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی "تقویۃ الایمان" سے ہوتا ہے کہ سرسیّد کے سامنے اور غالب

> **حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان و ادب کے دورِ جدید کا آغاز حضرۃ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی "تقویۃ الایمان" سے ہوتا ہے**

کے سامنے آسان اور سادہ نگاری کی مثال اور بالکل سامنے کی مثال رہی تھی۔

علم و ادب اور تحقیق و تصنیف کے میدان

میں تمام اکابرؒ کو چھوڑ کر اگر آپ خانوادۂ ولی اللہی اور مدرسہ رحیمیہ کے نمائندے دارالعلوم دیوبند کی خدمات کو سامنے لائیں تو علم و ادب، تاریخ و صحافت، تنقید اور شاعری کا کوئی میدان ایسا نہیں ملے گا جہاں دیوبند کے فرزندوں نے اپنی قابلِ قدر اور لائق اعتنا یادگاریں نہ چھوڑی ہوں۔ علوم دینیہ کی تعلیم و اشاعت اور اس میدان میں تصنیف و تالیف تو ہمیشہ سے ان کا خاص موضوع رہا ہے، جس میں اگر چند فنون تفسیر، فقہ وغیرہ ہی کو لیا جائے تو ان کی تصانیف کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہوگی۔

ملک کی آزادی کے میدان میں ان کے سنہرے کارنامے اس وقت سے شروع ہوتے ہیں جب بڑے بڑے حریت پرستوں اور آزادی کے سورماؤں اور ملی تحریک کے مجاہدوں کے تصور بھی آزادی سے ناآشنا تھے۔

حضرات گرامی! آج آپ جس بزرگ ہستی کو اپنے درمیان پا رہے ہیں یہ ان بزرگوںؒ کی نشانی اور ان اسلافؒ کے جانشین ہیں جنہیں مستقبل میں جھانکنے کے لئے واقعات و حوادث کا انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے الفاظ میں ہواؤں میں بارش کی بو سونگھ لینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ تحریک آزادی کی دعوت اور وقت کی ملی تحریکات کی تاریخ بیسویں صدی سے آگے نہیں بڑھتی۔

لیکن آپ ان بزرگوں کی بصیرت کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط میں ڈیڑھ صدی بعد کے حالات کا اندازہ کر کے اپنا سماجی اور عمرانی فلسفہ مرتب کر دیا تھا! اور ان بزرگوں کی بصیرت کو آپ کن الفاظ میں خراج عقیدت پیش کریں گے جنہوں نے ایک صدی پہلے ملک کی آزادی کا پورا لائحہ عمل مرتب کر کے اس کا جدید مرکز دیوبند کو قرار دیا تھا۔

حضرات! ان بزرگوں کی عزیمتوں کو خراج عقیدت و تحسین کے لئے دنیا کیا اسلوب اختیار کرے گی جنہوں نے اپنی قربانیوں اور اپنے ایثار سے تحریک آزادی کی راہوں کو دوسروں کے لئے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ہموار اور آسان بنا دیا تھا۔

معزز حضرات! حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہٗ ان بزرگوں کی اولاد میں جن کے وجودِ مقدس برصغیر کی تحریکِ آزادی کے آخر وقت میں جب ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی دنیاوی سہارا باقی نہ رہا تھا، ان کے زخموں کا مرہم بنے تھے اور حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ وہ ہستی ہیں جنہیں حکمتِ الٰہیہ نے موجودہ دور میں ہندوستان کے مسلمانوں کی راہنمائی اور قیادت کے لئے منتخب فرما لیا ہے۔

حضرات! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مولانا مدظلہٗ نے ہم فدائیانِ اسلام، خدمت گزارانِ ملّت اور خاکسارانِ وقت کی درخواست کو قبول فرما لیا اور یہاں تشریف لا کر ہمیں عزت بخشی۔

آپ اسلام کے متاع ہیں

جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں حضرت مولانا اسعد مدنی کا خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

میں آپ حضرات اور جمعیۃ طلبہ اسلام کی نوازش کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ مجھے جو عرض کرنا ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرات اسلام کی متاع ہیں اور دین حنیف کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اسلام کیساتھ مخلص ہوں۔

اغراضِ دنیاویہ اور محض سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اسلام کو عنوان کے طور پر استعمال کرنا اسلام کے ساتھ خلوص نہیں ہے بلکہ اسلام کو مکمل طور پر اختیار کرنا ہی صحیح دین اور نجات کا راستہ ہے۔ دنیا و آخرت میں بھلائی کی صورت اسی عقیدے میں مضمر ہے۔

اگر اسلام کو کسی خاص غرض کے حصول کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ دنیا کے اور سکوں کی طرح ایک سکہ بن جائے گا اور اس کا کار آمد ہونا مشتبہ ہو جائے گا۔

میں اپنے نوجوان طلبہ سے گزارش

کروں گا کہ وہ اپنا جائزہ لیں اور جو لوگ دین کو محض سیاست کے لئے استعمال کرتے ہیں دراصل یہ دین کا استحصال ہے اور یہ چیز نامناسب ہے جس کے نتائج صحیح نہیں نکل سکتے اور وہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے جو وقتی مصلحت کے لئے دین کا نام لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ سخت وقت میں ایک تنظیم بنا کر آگے بڑھے ہیں جس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ آپ کے اندر ایثار و خدمت کا جذبہ بدرجۂ اتم موجود ہونا چاہیئے۔

یہ قوم جس کے آپ نونہال ہیں اور جس کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھ میں ہونا ہے گے۔ وہ بگڑیں گے اور اپنے قلب و نظر آپ کو حکمرانی کے لئے پیش کریں گے۔ یہ سب کچھ جذبۂ ایثار و خدمت کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

میری نوجوانوں سے درخواست ہے کہ وہ لوگوں کے مطلوب و محبوب بنیں، بوجھ نہ بنیں۔

ہر چیز ا گھٹتی چلی جا رہی ہے اور حقیقتیں گم ہو رہی ہیں؛ اس لئے ضرورت ہے کہ نوجوانوں کا ایک طبقہ موجود ہو جو پھر سے اپنی تابندہ روایات کو اجاگر کر سکے۔

مجھ سے پہلے جو میرے بھائی نے کہا ہے وہ زیادہ تر ہمارے ماضی سے متعلق ہے اور اپنے ماضی کے سلسلے میں کچھ کہنے کی ضرورت

اگر اسلام کو کسی خاص غرض کے حصول کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ دُنیا کے اور سکّوں کی طرح ایک سکّہ بن جائے گا اور اس طرح اس کا کار آمد ہونا مشتبہ ہو جائے گا۔

اس بات کی مقتضی ہے کہ قربانی دینے والے اور خدمت کرنے والے لوگ آگے آئیں۔ اس لئے خدمت، ایثار اور قربانی کا حقیقی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

یاد رکھیئے! کوئی ملت اور قوم کسی تنظیم و جماعت نے جب بھی عزت و عظمت حاصل کی ہے تو صرف ان لوگوں کی وجہ سے جو ایثار و خدمت اور قربانی کا پیکر تھے۔

اس لئے میں اپنے نوجوانوں سے خاص طور پر گزارش کروں گا کہ وہ دنیا کی چلتی روش سے احتراز کریں بلکہ لوگوں کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ دیں۔

اگر آپ اس کا حوصلہ کریں کہ لوگوں کی ضروریات پوری کر سکیں تو اپنی خدمات وقف کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ لوگ آپ کو اپنے سروں پر بٹھائیں گے۔ لیکن اگر کوئی زبردستی کسی کے سر پر بیٹھنا چاہے تو کوئی کسی کو نہیں بٹھا سکتا۔ اگر لوگوں کی خدمات کو اپنا شعار بنا لیں تو آپ بھاگنا بھی چاہیں تو لوگ بھاگنے نہیں دیں نہیں۔ لیکن وہ ہمارے اسلاف کا شاندار ماضی ہے جس کا سلسلہ مجھ سے جوڑنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس ناکارہ کی ان عظیم اسلاف کی جلیل القدر روایات سے کیا نسبت! اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عظیم اسلاف کے شاندار ماضی اور تابندہ روایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

ایک مرتبہ پھر آپ حضرات اور جمعیۃ طلباء اسلام کے نوجوانوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اسقدر عزت افزائی فرمائی۔

مولانا آزاد کی قبر

ایک سوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی قبر کے سلسلے میں جو افواہیں پھیلی ہوئی ہیں وہ صحیح نہیں۔ انڈیا میں اس قسم کی کوئی بات پریس میں نہیں آئی اور نہ ہی ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ ہے۔ اتنی غیر معمولی بات کم از کم ہندوستان میں ڈھکی چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔ اگرچہ میں خود دیکھ کر نہیں آیا لیکن ہمارے علم کی حد تک ہاں اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔

وہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے

جو وقتی مصلحت کے لئے

دین کا نام لیتے ہیں۔

نایاب کتب
چھپ چکی ہیں:

حمد اللہ شرح سلم مطبع نظامی کانپور .. ۳۰/-
حل العویص شرح اردو تلخیص المفتاح کانپور .. ۲۴/-
ہدیہ شاہ جہانی فارسی شرح مرقاۃ مجتبائی دہلی .. ۱۸/-
درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو، مجتبائی دہلی .. ۲۴/-
ان کے علاوہ ہر قسم کی درسی، غیر درسی کتب آج ہی طلب کریں
فون ۷۶۸۴۱

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر

"مجاھدین احرار"
کے زیر اہتمام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مختلف شہروں میں جلسہ ہائے سیرت منعقد ہوں گے۔
پہلا جلسہ بہت جلد
فیصل آباد میں ہوگا
جس میں ملک کے مشہور خطیب شریک ہوں گے

عبدالغنی بر کی، فیصل آباد

مولانا محبوب الرحمان

چودھویں صدی ہجری کی ایک دینی درسگاہ

دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا ذکر آتا ہے، تو ہمارے سر عظمت و وقار کی اس فلک بوس عمارت کا تصور کر کے نیازمندانہ جھک جاتے ہیں۔ اسی مادرِ علمی سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں نے اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ برصغیر کے مشرقی کرّہ اور مغربی حدود سے نکل کر ترکستان بلکہ مشرق وسطیٰ تک کے علاقوں میں یہیں سے دینی علوم کی نہریں جاری ہوئیں۔ ان میں جزائر مشرق الہند کو بھی شامل کر لیجئے تو نصف کرۂ ارض پر ابنائے دارالعلوم کی عمل نزکتا زیاں نظر آئیں گی۔ اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ابنائے دارالعلوم فریضہ قال اللہ و قال الرسول کا علم تمام کر دیا، مغرب تک جا پہنچے تو یہ مبالغہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ہمارے علم میں یہ بات بھی آئی کہ اس مادرِ علمی سے فیضیافتہ حاملین علم وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں میں بھی پہنچے جو اس وقت سوشلزم کے پنجۂ تسلط میں ہیں اور افغانستان جو آج کمیونزم کا شکار ہوا ہے اسی میں کسی وقت تحریک آزادیٔ ہند کا کیمپ قائم تھا۔ میری مراد تحریک ریشمی رومال سے ہے جس کے روحِ رواں اسی مادرِ علمی کے سب سے اوّل متعلم اور بعد میں صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ تھے۔

راقم کا نظریہ ہے کہ برصغیر میں تین تحریکیں جو مختلف اوقات میں اٹھیں ان میں سے ایک بھی اگر اپنے منطقی انجام کو پہنچ پاتی تو برصغیر کا نقشہ اس نقشہ سے مختلف ہوتا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ پہلی تحریک سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی احیائے خلافت کی تحریک ہے جسے مخصوص منصوبہ بندی کے تحت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کردہ خطوط پر اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں شروع کیا گیا۔ اس کا آغاز ہی جہاد بالسیف کی صورت میں اعلائے کلمۃ الحق سے ہوا۔ اگرچہ اسے ابتداء میں خاص کامیابی ہوئی لیکن بالآخر غداروں کی غداری نے اسے ناکامی سے دوچار کیا۔ مجاہدین سرزمین بالاکوٹ کو اپنے خون سے رنگین کر کے آئندہ کسی دوسرے قائد کے لئے ذمہ داری چھوڑ کر خود پردہ خاک میں روپوش ہو گئے۔ اسلام کے یہ جانباز جو پہاڑی گزرگاہوں سے گزر کر وطن سے دور اس بیابان میں پہنچے تھے، سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ کسی طرح جان بچا کر ہندوستان پہنچے اور اپنی قوت کو مرتکز کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اگرچہ انہیں مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے کسی نہ کسی صورت میں اپنا کام جاری رکھا تا آنکہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کا پرچم بلند ہوا۔ اصل میں ۱۸۵۷ء کی یہ تحریک آزادیٔ ہند پورے برصغیر کے مسلمانوں کی انگریزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک اجتماعی کوشش تھی، لیکن افسوس کہ یہ تحریک بھی پروان نہ چڑھ سکی۔ یہاں بھی غداروں کی غداری نے کھیلی ہوئی بساط الٹ دی اور مسلمان جیتی ہوئی بازی ہار گئے۔

عین اس وقت جبکہ انگریزی لشکر برطرف سے بڑھ رہا تھا، شاملی کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے ان سرفروش سپاہیوں نے ان کا راستہ روکا۔ اس معرکہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ امام مقرر ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالار افواج مقرر ہوئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قاضی مقرر ہوئے۔ مولانا محمد منیر اور حافظ ضامن تھانوی میمنہ اور میسرہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اعلان جہاد ہوا۔ تھوڑی مدت میں مسلمان جوق در جوق سر پر کفن باندھے جمع ہو گئے۔ اگرچہ ہتھیار پرانی وضع کے تھے۔ مسلمانوں نے تھانہ بھون میں اسلامی حکومت قائم کر لی۔ انگریز کو خبر ہوئی تو اس نے فوراً توپ خانہ سہارنپور سے شاملی بھیج دیا۔ ایک پلٹن اس توپ خانہ کے ہمراہ تھی۔ لوگوں کو تشویش ہوئی۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا "فکر مت کرو"۔ سڑک باغ کے کنارہ سے گزرتی تھی۔ حضرت گنگوہیؒ نے تیس چالیس آدمی اپنے ہمراہ لئے اور گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ جب پلٹن قریب سے گزری تو سب نے یکدم فائر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی اور توپ خانہ چھوڑ کر بھاگ گئی۔ شاملی اس زمانہ میں مرکزی مقام تھا اور ضلع سہارنپور کی ایک تحصیل شمار ہوتا تھا۔ فیصلہ ہوا کہ اس پر حملہ کر کے قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ حملہ کیا گیا اور قبضہ کر لیا گیا۔ جو پولیس اور فوج تھی مغلوب ہو گئی، لیکن اسی موقع پر حافظ ضامن

شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے ساتھ ہی معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر خبریں آنے لگیں آج انگریزوں نے فلاں مقام پر قبضہ کر لیا اور آج فلاں مقام پر۔ پہلے تو یہ بات تھی کہ گورے سپاہی مسلمانوں سے چھپتے پھرتے تھے اور اب معاملہ اس کے برعکس ہو گیا۔ بالآخر انگریزوں نے تھانہ بھون پر قبضہ کر لیا اور وہ قیامت ڈھائی جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

اس کے بعد مسلمان ہمیں منتشر نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ ہجرت کر کے مکہ تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ پکڑے جاتے ہیں۔ حضرت نانوتویؒ انگریزوں کے ہاتھ نہیں لگتے۔ انگریزوں کا ہندوستان پر قبضہ ایک مصیبت سے کم نہ تھا۔

انگریز فاتح تھا پھر حاکم بن گیا۔ اس نے یہاں کی تہذیب بدلنے کی کوشش کی۔ رفتہ رفتہ عدالتی نظام بدلا۔ پھر تعلیم کی باری آئی۔ اس کے لئے انگریزوں نے مساجد سے مدارس و مکاتب علیحدہ کئے۔ اسکولوں اور کالجوں کی بنیاد رکھی۔ بدیسی زبان یعنی انگریزی کی حوصلہ افزائی شروع ہوئی۔ نئی تعلیم کے دلدادہ اور فارغ التحصیل اشخاص کو اختیارات تفویض کئے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کا نقشہ بدلنے لگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کا دل کڑھنے لگا۔ جو پریشان تھے۔ ظاہری مال و دولت سوائے ایمان کے کچھ نہ تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ایک جگہ جمع ہوئے۔ مقصد یہ تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تحریک احیائے دین اور احیائے خلافت زمانہ کے حوادث میں کہیں گم نہ ہو جائے۔ وہی تحریک جس کے لئے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کار نے اپنا خون دے کر آبیاری کی تھی۔ جس کی خاطر اس تحریک کے علمبرداروں نے مصائب جھیلے، قیدیں کاٹیں، جلاوطن ہوئے، بے آبرو ہوئے اب وقت آ گیا تھا کہ اس کا نئے سرے سے احیاء کیا جائے۔ تحریک احیائے اسلام جب ہم پڑھتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نئی تحریک ہے جس کا سہرا ان حضرات کے سر ہے، بلکہ اس کا ایک سرا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک چلا جاتا ہے جبکہ باپ نے چاہا کہ اپنے لخت جگر کو اسلام کی راہ میں قربان کر دے اور فرزند دلبند نے چاہا کہ اللہ کے حکم کے آگے گردن جھکا دے۔ اسے قرآن نے "اسلما" سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی دونوں باپ اور بیٹا اللہ کے حکم کے آگے جھک گئے۔

یہ وجوہ و اسباب تھے جن کے پیش نظر اب اللہ تعالیٰ کے ان بندوں نے فیصلہ کیا کہ مدرسہ کی صورت میں ایک مرکز کی بنیاد رکھی جائے یہی مرکز تحریک کی اساس ہو گا اور اسی سے احیائے اسلام کا کام لیا جائے گا۔ اس موقع پر حاجی سید محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ عہد و جد کے عابد و زاہد اور متقی تھے۔ ان کو مدرسہ کی لگن لگی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے آپ نے اور مولانا مہتاب علی صاحب (عم بزرگ شیخ الہندؒ) نے ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۸ء بروز پنجشنبہ مدرسہ مذکور کی ابتدا کی۔ فراہمی چندہ کے لئے آپ نے رومال پھیلایا۔ اور پانچ روپیہ سب سے پہلے اپنی جیب سے ڈالے۔ اگلے روز حاجی عابد حسین رحمۃ اللہ نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کو میرٹھ خط لکھا کہ آپ پڑھانے کے لئے دیوبند تشریف لائیے۔ مولانا نے جواب میں لکھا:

"میں بہت خوش ہوا خدا بہتر کرے۔ مولوی ملا محمود صاحب کو پندرہ روپے ماہوار مقرر کر کے بھیجتا ہوں۔ وہ پڑھاویں گے اور میں مدرسہ مذکور کے لئے ساعی رہوں گا۔"

چنانچہ زیر درخت انار مسجد چھتہ دیوبند میں مدرسہ مذکور کا افتتاح ہوا۔ سب سے پہلے متعلم محمود حسنؒ (شیخ الہند) سب سے پہلے معلم ملا محمودؒ، ساعت محمود، یوم محمود (پنجشنبہ) ماہ محمود (محرم الحرام) تھا۔ پہلے سال یعنی ... کے اختتام پر مندرجہ ذیل کتب پڑھائی گئیں:

: شرح جامی
. شرح وقایہ
. میبذی
. قطبی
. اصول الشاشی
: سراجی

سب سے پہلی مجلس شوریٰ کے ارکان یہ ہیں:

۱. مولانا محمد قاسم
۲. حاجی عابد حسین
۳. مولانا مہتاب علی
۴. مولانا فضل الرحمٰن
۵. مولانا ذوالفقار علی
۶. شیخ نہال احمد
۷. منشی فضل حق

تعلیم کا دور سب سے پہلے ۱۲۸۹ھ میں مکمل ہوا۔ سب سے پہلے پانچ طالب علم یہاں سے فارغ ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱. مولانا محمود حسن (شیخ الہند)
۲. " عبد الحق
۳. " فخر الحسن گنگوہی
۴. " فتح محمد تھانوی
۵. " عبد اللہ جلال آبادی

اوّل اوّل تو مدرسہ اسی چھتہ والی مسجد میں رہا۔ پھر طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوا تو دوسرے مکانات میں تبدیل ہوتا رہا۔ پھر ضرورت ہوئی کہ اسے کسی کشادہ جگہ منتقل کیا جائے۔ اور اس کے محرک مولانا قاسم نانوتوی تھے۔ ان کی انتھک کوششوں سے ابتداءً ایک چھوٹے سے دارالعلوم کی صورت گری ہوئی۔ اسی وجہ سے مولانا قاسم نانوتویؒ دارالعلوم کے بانی ہیں۔ روایت ہے کہ سب سے پہلی اینٹ میاں جی شاہ رحمۃ اللہ نے رکھی۔ دوسری اینٹ حاجی عابد حسین نے اور تیسری گنگوہیؒ نے اور اس کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتوی نے۔ سنگ بنیاد کے وقت مندرجہ ذیل حضرات موجود تھے:۔

۱۔ مولانا رشید احمد گنگوہی
۲۔ 〃 محمد قاسم نانوتوی
۳۔ 〃 شاہ رفیع الدین
۴ شاہ منے صاحب
۵ سید محمد عابد
۶ شاہ عبدالرحیم صاحب رامپوری
۷ مولانا محمد یعقوب
۸۔ 〃 محمود حسن (شیخ الہند)
۹ 〃 اشرف علی تھانوی
۱۰ 〃 فضل الرحمٰن
۱۱ شیخ نہال احمد
۱۲۔ مولانا ذوالفقار علی

یہ ہے دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی مختصر تاریخ ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا قیام دارالعلوم کا اصل مقصد اس تحریک کو زندہ کرنا تھا جس کا نقشہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا تھا۔ شکل یہ تھی کہ انگریز اپنے قدم ہندوستان میں جما چکا تھا۔ اب ان سب کی نظریں اس بات پر مرکوز ہوگئیں کہ انگریز کو برصغیر سے نکالا جائے۔ اس دوران ہم مولانا قاسم نانوتویؒ کے تذکرہ میں دیکھتے ہیں کہ آپ انگریز پادریوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ انگریز نے یہ کوشش کی کہ اپنے ہمراہ انگلستان سے پادری برصغیر میں درآمد کرائے۔ وہ کھلے بندوں سارے برصغیر میں گھومتے پھرتے، اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرتے۔ مقصد یہ تھا کہ اسلام کے بارے میں لوگوں کے ذہن مشکوک کئے جائیں۔ مولانا قاسم نانوتویؒ کو اللہ نے ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا تھا۔ علم بھی بلا کا تھا۔ نانوتویؒ نے عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے۔ چنانچہ شاہجہانپور کا مناظرہ مشہور ہے جس میں عیسائی پادری کو بُری طرح شکست ہوئی۔ اسی طرح رڑکی کا مناظرہ مولانا کی کتاب "قبلہ نما" اس سلسلہ کی اہم دستاویز ہے۔

شروع میں میں نے ہندوستان کی تین تحریکوں کا حوالہ دیا تھا۔ دو تحریکوں کا اجمالی ذکر کیا ہے، ورنہ ہر تحریک کے لئے مستقل کتابیں موجود ہیں۔ اب تیسری تحریک کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جسے "تحریکِ ریشمی رومال" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے بانی شیخ الہند مولانا محمود حسن ہیں جو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے۔

اس تحریک کا مقصد خلیفہ ترکی کو آمادہ کرنا تھا کہ وہ اپنی فوجیں افغانستان کے رستے ہندوستان میں داخل کرے۔ دراصل یہ تحریک مسلح جہاد کی مانند تھی۔ اس تحریک کے لئے شیخ الہند نے ہی خطوط متعین کئے تھے۔ اس تحریک کو بہت ہی خفیہ رکھا گیا اور اس کے لئے ایک جماعت "نظارۃ المعارف" کے نام سے بنائی گئی۔ اس میں شیخ الہند کے ساتھ حکیم اجمل خان اور نواب وقار الملک شریک تھے پھر ڈاکٹر انصاری بھی شامل ہو گئے۔ مولانا عبیداللہ سندھی، دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے۔ انہیں دارالعلوم سے الگ کیا گیا۔ ظاہر یہ کیا گیا کہ مولانا سندھی اور دیگر علماء کا بعض علمی مسائل میں اختلاف ہوگیا ہے اور اسی اختلاف کی بنیاد پر مولانا سندھیؒ کو علیحدہ کرنا ضروری سمجھا گیا۔ بعد میں مولانا سندھیؒ کو شیخ الہند نے کابل بھیج دیا۔ یہ کسی طرح چھپتے چھپاتے کابل پہنچ گئے۔ اس کے بعد کا حال مولانا سندھیؒ کے اپنے الفاظ میں یوں ہے:۔

"کابل جا کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہند جس جماعت کے نمائندے تھے اس کی پچاس سال کی محنت کا حاصل میرے سامنے غیر منظم شکل میں تعمیل حکم کے لئے تیار ہے۔ اس کو میرے جیسے ایک خادم کی اشد ضرورت ہے اب مجھے اس ہجرت اور شیخ الہند کے اس انتخاب پر فخر محسوس ہونے لگا۔ میں سات سال تک حکومتِ کابل کی شرکت میں اپنا ہندوستانی کام کرتا رہا۔"

ان حالات میں جب کہ حکومت کی سی۔ آئی۔ ڈی شدت سے اپنا کام کر رہی تھی بالخصوص اس زمانے میں جبکہ ذرائع نقل و حمل اور رسل و رسائل بڑے محدود تھے، پیغامات مختلف کوارٹرز تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی۔ مثلاً ایک شخص پشاور سے شیخ الہند کے پاس حاضر ہوتا۔ وہ کاغذ کے پھول اور گلدان بنانا جانتا تھا حضرت اسے کابل کے لئے خط دیتے۔ وہ اسے پھول کی شکل میں بدلتا اور دیگر پھولوں کے ہمراہ گلدان کی صورت میں پشاور لے جاتا۔ کسی کو گمان تک بھی نہ ہوتا کہ کسی پھول میں خط بھی ہوسکتا ہے۔ اس طرح وہ شخص باقی پھول تو مقامی طور پر فروخت کر دیتا، لیکن اصل پھول کسی کابل والے کے ہاتھ میں تھما دیتا، جو اس غرض سے پشاور میں موجود ہوتا۔ اب دیکھئے کس قدر احتیاط برتی گئی۔ انہی ذرائع میں ایک ریشمی رومال بھی تھا۔ اگرچہ ریشمی رومال کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس لئے کہ اس پر فوجوں کی نقل و حرکت کے بارے میں عبارت کاڑھی گئی تھی۔ گورنر حجاز کے دستخط غالباً حاصل کئے جا چکے تھے اور اب اس پر کابل کے دستخطوں کی ضرورت تھی۔ اور یہ رومال کابل پہنچانا مقصود تھا تاکہ وقت مقررہ پر ترکی کی فوجیں افغانستان کے راستہ ہندوستان میں داخل ہوں۔ لیکن وائے افسوس مخبروں کو خبر ہو گئی اور یہ ریشمی رومال پکڑا گیا۔ ساری اسکیم بظاہر ناکام ہو گئی۔ عبارت دریافت کی گئی — شیخ الہند مع اپنے رفقاء گرفتار ہو گئے اور مالٹا پہنچا دیئے گئے اور وہاں پانچ سال تک مع اپنے رفقاء مولانا سید احمد مدنی، مولانا عزیر گل جو اب بھی بقید حیات ہیں اور حکیم نصرت حسین مصائب برداشت کرکے واپس ہوئے۔ موخرالذکر وہیں فوت ہوئے۔ ریشمی رومال پر علمی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جو حضرات اس تحریک کے متعلق جاننا چاہتے ہوں وہ ضرور مطالعہ کریں۔

یہ ان تین تحریکوں کا اجمالی تعارف تھا جن کے بارے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتی تو برصغیر کا نقشہ آج کے نقشے

مختلف ہوتا۔ غرضیکہ دارالعلوم دیوبند ایک عظیم دینی درسگاہ سے زیادہ ایک تحریک کا نام ہے جس نے تحریک ولی اللہی کو زندہ رکھا اور آج تک اس کے علم کو تھامے ہوئے ہے۔

آزادی ہند کے دوران ہمیں اس دارالعلوم سے وابستہ اکابر دو محاذوں پر لڑتے نظر آتے ہیں۔ ان دونوں کا مقصد ایک ہی تھا کہ بدیسی حکمران کو برصغیر سے نکالا جائے اور بالآخر انگریز نکلنے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد برصغیر دو حصوں میں تقسیم ہوا تو پاکستان کا جھنڈا حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں اور مشرقی بازو میں یہی جھنڈا مولانا ظفر احمد عثمانی نے لہرایا۔ پھر جب پاکستان کا دستور اساسی تیار ہوتا ہے تو اس میں بھی مولانا عثمانی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ برصغیر کے دوسرے حصہ میں مولانا حسین احمد مدنیؒ اس مادر علمی کے تحفظ میں سرگرم رہے اور کسی موقع پر جب ان سے پاکستان کے بارے میں پوچھا گیا تو برجستہ فرمایا کہ:

"پاکستان بن گیا ہے اور اس کی حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے۔"

حقیقت میں دارالعلوم دیوبند بحیثیت مادر علمی اور بحیثیت ایک مرکز تحریک احیائے اسلام وسیع و عریض مضمون کا حامل ہے، جس پر ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ان مختصر اوراق میں ان تمام پہلوؤں کو سمیٹنے کی کوشش بذات خود برصغیر کی اس عظیم درسگاہ سے ناانصافی ہے۔ تاہم اس مادر علمی کے متعلق نذرانۂ عقیدت کے طور پر چند اوراق لکھنے کی سعی کی ہے کیونکہ میں بھی ایک ایسے بزرگ ادارہ سے فیض یافتہ ہوں جنہوں نے اس مادر علمی میں درسیات کی تکمیل کی اور گذشتہ سال دینی کام ہی کے دوران اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔

دارالعلوم دیوبند نے گذشتہ ایک صدی کے دوران ملت اسلامیہ کے لئے کیا خدمات سرانجام دیں۔ اس کا ایک مختصر گوشوارہ

۱۲۸۳ھ تا ۱۳۸۲ھ

درج ذیل ہے:

اس صدی کے دوران اس مادر علمی نے	۵۳۶	مشائخ	پیدا کیے
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۵۸۸۸	مدرسین	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۱۶۴	مصنفین	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۷۸۴	مفتی	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۵۴۰	مناظر	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۶۸۴	صحافی	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۴۲۸۸	خطیب و مبلغ	〃 〃
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۲۸۸	طبیب	〃 〃

طلبائے قدیم دارالعلوم نے ۹۰۰۰ مدارس و مکاتب قائم کیے

(ماہنامہ الحق جون ۱۹۷۱)

اس مادر علمی سے فیض یافتہ اہل علم نے علم کی مشعل برابر روشن رکھی۔ جدید اور قدیم دارالعلوم مدارس اور مکاتب اس وقت ملک میں برابر تشنگان علم کو سیراب کر رہے ہیں۔ ان سب درسگاہوں کا اصل سرچشمہ وہ مادر علمی ہے جس نے اپنی زندگی کے سو سال پورے کر لئے ہیں۔

آخر میں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مسلک دیوبند کے متعلق مختصراً عرض کروں، سو اس کے لئے میں نے دارالعلوم کے موجودہ مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب کے الفاظ کا انتخاب کیا ہے:

"علمائے دیوبند اپنے مسلک اور ذہنی رخ کے لحاظ سے اہلسنت والجماعت ہیں اور اہلسنت کا مجموعہ اصل میں ہندوستان میں سلسلہ توارث کے ساتھ اجتماعی رنگ میں حضرت الامام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ پھیلا اور چمکا۔ اس سلسلہ کی وہ کڑی ہے آج ہندوستان میں اہلسنت والجماعت کے مسلک کی ترجمان اور رواں دواں ہے۔ علماء دیوبند ہیں جنہوں نے تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس سلسلہ کو مشرق سے مغرب تک پہنچایا اور پھیلایا.... پس مسلک علماء دیوبند مخصوص اصولیت پسندی کا نام ہے نہ شخصیت پرستی کا۔ نہ اس میں سیاست، دینی اور دینی تربیت کے لئے تنہا لٹریچر کافی ہے نہ تنہا شخصیت، نہ تنہا مطالعہ، نہ اپنا ذاتی ذہن غور و فکر کے لئے کافی ہے، نہ تنہا شخصیتوں کے اقوال و افعال پر اتکال اور بھروسہ؛ بلکہ اصول و قانون اور ذوات و شخصیات اور بالفاظ مختصر لٹریچر بشرہ معیت و ملازمت مربی شخص سے اس مسلک کا مزاج بنا، جس میں کسی ایک کے احترام سے قطع نظر جائز نہیں اور جگہ جامعیت اور اعتدال اور احتیاط و میانہ روی ہی اس مسلک کا جوہر ہے تو دین کے ان تمام شعبوں اور علوم و اصول میں قرآن و حدیث سے لے کر فقہ و کلام اور تصوف و اصول وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی اور حکمت و اعتدال کے ساتھ اسے مشعل راہ بنانا ہی اس مسلک کا امتیاز ہے۔ اور ادھر ذوات اور شخصیات کی لائن میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ائمہ، اولیاء، صلحاء، علماء، مشائخ، صوفیاء اور حکماء کی ذوات قدسیہ کے بارے میں افراط و تفریط سے الگ رہ کر ان کی عظمت، متابعت پر قائم رہنا ہی اس مسلک کی امتیازی شان ہے۔"

ظہورالدین بٹ

رسولِ امّی

صلی اللہ علیہ وسلم

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کر دے۔" (الفتح ۲۸)

سورۃ الفتح میں اللہ تبارک تعالیٰ ذکر کر رہا ہے رسول محمد عربی کا، جسے اس نے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے دعوت دینے والا، روشن چراغ اور رحمت بنا کر بھیجا۔ ذرا چشمِ تصوّر سے کام لیجیے۔ چودہ سو سال پہلے کی دنیا میں چلے جائیے انسان اور انسان اور قوموں اور ملکوں کے درمیان تعلق کے ذرائع کیسے محدود ہیں، انسانی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جہالت کے اندھیرے کس قدر گہرے ہیں۔ ریل ہے نہ ہوائی جہاز، ٹیلی فون ہے نہ ٹیلی گرام اور ریڈیو ہے نہ ٹی۔ وی، انسان کی عجائب پرستی اس قدر عروج پر ہے کہ وہ کسی چیز کی صداقت کو تسلیم ہی نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ غیر معمولی نہ ہو، خلافِ عادت نہ ہو۔

تمدن کے اس تاریک ترین دور میں عرب، جسے ریت کے بڑے بڑے سمندروں نے باقی دنیا کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔ وہاں کوئی مکتب ہے نہ کتب خانہ، لوگوں کو تعلیم سے دلچسپی ہے نہ علوم و فنون سے لگاؤ۔ گنتی کے چند لوگ ممکن ہے لکھنے پڑھنے سے واقف ہوں مگر اتنے نہیں کہ اس دور کے علوم و فنون کا ماہر کہا جا سکے۔

عرب میں کوئی باقاعدہ حکومت ہے نہ قانون ہر قبیلہ خود مختار ہے اور صرف جنگل کے قانون سے واقف ہے جس کا جس پر بس چلتا ہے مار ڈالتا ہے۔ اس سے مال و اسباب چھین لیتا ہے جائز اور ناجائز، پاک اور ناپاک کے تصور سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی زندگی گندی ہے۔ وحشیانہ ہے۔ زنا، جوا، شراب، رہزنی اور خون ریزی ان کی زندگی کا حصہ ہے۔

وہ ایک دوسرے کے سامنے بے دھڑک مادر زاد برہنہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی عورتیں ننگی ہو کر کعبہ کا طواف کرتی ہیں۔ لڑکیوں کو صرف اس لیے زندہ دفن کر دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص ان کا داماد نہ بن سکے۔

باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیتا ہے۔ کھانے پینے، پہننے اور پاکیزگی کے معمولی آداب تک سے واقف نہیں ہیں۔ یہ قوم جو صدیوں سے جہالت، پستی اور بدحالی میں مبتلا ہے، بالآخر اس پر اللہ تعالیٰ کو رحم آتا ہے۔ ان کے درمیان ایک ایسا رہنما پیدا ہوتا ہے، جس پر خداوند قدوس اپنا کلام نازل کرتا ہے تاکہ وہ خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر سکے۔

اس رہنما کے سر پر سے باپ ماں اور دادا کا سایہ بچپن ہی میں اٹھ جاتا ہے۔ ہوش سنبھالتا ہے تو بدوی لڑکوں کے ساتھ مل کر بکریاں چرانے لگتا ہے۔ جوان ہوتا ہے تو سوداگری میں لگ جاتا ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا سب کچھ جہالت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے ساتھ ہے۔ اس عظیم ترین ہستی کی تعلیم کس نے کرنا ہے خود اس معاشرے میں کسی عالم کا وجود تک نہیں ہے۔ صرف چند مرتبہ اسے شام تک تجارتی سفر کا موقع ملتا ہے۔ یقیناً یہ چند مرتبہ کا سفر اس کی سیرت اور کردار کی تکمیل کی حجت نہیں بن سکتا اور نہ ہی اسے اپنے ماحول سے بلند اور آزاد کر سکتا کہ وہ تمام دنیا، صرف اپنے ہی زمانے کا نہیں بلکہ تمام زمانوں کا رہبر بن سکے۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسانی سیرت، مذہبی، اخلاق، تہذیب و تمدن اور اصول، جن کا نام لے کر آج ہم اپنے متمدن اور ترقی پسند ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور چودہ سو سال پہلے جن کا وجود تک نہ تھا۔ اس اکیلے انسان کے لیے کس طرح حصول کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ بنی نوع انسانی کی عظمت کا نشان، رہبر کامل اور عظیم ترین شخص "محمد"، جن لوگوں میں بچپن گذارتا ہے، جن کے ساتھ مل کر جوان ہوا، جن سے اس کا میل جول رہا، جن سے معاملات کرتا ہے، بچپن سے ہی عادات میں، اطوار میں اور اخلاق میں اس معاشرہ کے تمام لوگوں اور گروہوں سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔ اس کے منہ سے کبھی کسی نے جھوٹ نہیں سنا۔ ساری قوم اس کی سچائی کی گواہی دیتی ہے۔ وہ کسی سے بدخوئی اور بدکلامی نہیں کرتا کسی کو گالی نہیں دیتا۔ فحش بات نہیں کرتا۔ تلخ کلامی اور تو تو میں میں نہیں کرتا۔ اس کی زبان میں مٹھاس ہے۔ جو کوئی اس سے ملتا ہے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔ لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھتے ہیں اور اس کی ایمانداری کی قسمیں کھاتے ہیں۔ حیادار ایسا ہے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد کسی نے اسے برہنہ نہیں دیکھا۔ کسی نے اسے شراب پیتے، جوا کھیلتے نہیں دیکھا۔ ایسا شائستہ ہے کہ بدتمیزی اور گندگی سے نفرت کرتا ہے۔

مسافروں کی میزبانی کرتا ہے۔ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرتا ہے۔

کسی کو دکھ نہیں دیتا بلکہ دوسروں کے دکھ خود سہتا ہے۔ وحشیوں کے درمیان فساد اور خون ریزی دیکھ کر وہ اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قبیلے کی لڑائیوں سے دامن بچاتا ہے اور ان کے درمیان صلح صفائی کرانے میں پیش پیش رہتا ہے۔ بت پرستوں کے درمیان رہ کر ایسا سلیم العقل ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی شے اُسے پوجنے کے لائق نظر نہیں آتی۔

بتوں کے چڑھاوے کو قبول نہیں کرتا اور اس کا دل بت پرستی اور مخلوق پرستی سے بیزار ہے اس تاریک ترین دور میں ایسے کردار اور سیرت کا آدمی روشنی کا مینار نہیں ہے؟ اس جہالت اور گمراہی کے دور میں چالیس سال کی طویل شریفانہ زندگی اس میں ایک انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا دل جہالت، بداخلاقی اور بدکرداری، بدنظمی، شرک پرستی کی خوفناک دلدل سے نکلنے کو کرتا ہے وہ اس ماحول سے دور، معاشرے کے لوگوں سے دور پہاڑوں میں جا کر بیٹھنے لگتا ہے۔ غور و فکر کرتا ہے۔ سچائی کی تلاش کرتا ہے جس سے وہ اس ذلت کے تحت الثریٰ میں گری ہوئی انسانیت کو نکال کر بگڑی ہوئی دنیا کا مقدر سدھار دے۔ اچانک اسے اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے۔ اس میں قدرت کی طرف سے ایسی طاقت اور سچائی عطا کر دی جاتی ہے جس سے وہ ابھی تک تہی دست ہوتا ہے تب وہ غار کی تنہائی سے نکلتا ہے۔ اپنی قوم کا رخ کرتا ہے۔ ان سے کہتا ہے "یہ بت جن کے سامنے تم سجدہ کرتے ہو یہ بے حقیقت چیزیں ہیں یہ درخت، انسان، پتھر، روح اور سیارے اس قابل نہیں ہیں کہ تم ان کے سامنے جھک جاؤ عبادات اور ان کی فرمانبرداری کرو۔ یہ تو خود ان کی مخلوق ہیں جو تمہارا اور سب کا خالق ہے

وہ انہیں برائیاں، بے حیائیاں اور بدکاریاں کرنے سے روکتا ہے، جوا کھیلنے، شراب پینے سے بند کرتا ہے۔ گناہ کرنے سے روکتا ہے۔ سچ بولنے، انصاف کرنے اور حق دار کا حق ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ انہیں بتاتا ہے کہ ایک دن ان سب کو اس رب کے سامنے پیش ہونا ہے جو ان کے تمام اعمال، افعال اور کرتوتوں کو جانتا ہے۔

وہ سب سے بڑا منصف ہے جس کے سامنے رشوت چلے گی اور نہ سفارش، کسی کا حسب دیکھا جائے گا نہ نسب۔ وہاں صرف ایمان اور نیک عمل کی جانچ ہو گی۔ اچھے اعمال کا مالک جنت میں جائے گا اور نامراد کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جاہل اور گمراہ قوم اس کی دشمن ہو جاتی ہے گالیاں دیتی ہے پتھر مارتی ہے۔ تیرہ سال تک مسلسل اس پر ظلم ڈھاتی ہے سارے عرب کو اس کے خلاف کھڑا کر دیتی ہے۔ لالچ دیتی ہے وہ سب تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے لیکن اپنے پیغام سے باز نہیں آتا۔

یہ قوم کیوں اس کی دشمن ہوئی، کیا زر اور زمین کا جھگڑا تھا۔ اس پر خون کا کوئی دعویٰ کیا تھا، کیا وہ دنیا سے کچھ مانگ رہا تھا؟ نہیں ایسا نہیں تھا ساری دشمنی اس بات پر تھی کہ وہ ایک خدا کی بندگی پرہیزگاری اور نیک کاری کی تعلیم کیوں دے رہا ہے وہ اس نظام کو ختم کرنے کی کوشش کیوں کر رہا ہے جس نے انسان کے درمیان اونچ نیچ پیدا کر دی تھی۔

اب وہی رہبرِ کامل ایک حیرت انگیز پیغام اور کلام سنا رہا ہے۔ اس کے زورِ بیان اور فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہے کہ ساری عرب قوم جس میں بڑے بڑے شعلہ بیان شاعر، خطیب اور زبان دانی کے مدعی موجود ہیں۔ وہ انہیں اس کلام کے مقابلہ میں ایک سورت بنانے کی دعوت دیتا۔ کوئی اس کے چیلنج کو پورا کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

پھر وہ ایک بے مثل کلیم، لاجواب مصلح حیرت انگیز ماہر سیاسیات، زبردست قانون دان، اعلیٰ پایہ کا منصف اور بے نظیر سپہ سالار بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ حکمت و دانائی کی وہ باتیں کرتا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھیں اور نہ کوئی بعد میں کہہ سکا۔ وہ امی، خالقِ کائنات اور تخلیقِ کائنات پر فیصلہ کن تقریریں کرنے لگا اقوامِ عالم کے عروج و زوال کی داستانیں سنانے لگا۔ اپنے سے پہلے آنے والے نبیوں اور مصلحین کے کارنامے بتانے اور ان پر تبصرے کرنے لگا۔ مذاہبِ عالم پر تنقید اور اختلافات اقوام کے فیصلے کرنے لگا۔

محمدؐ جو اب تک ایک امن پسند سوداگری حیثیت سے جانا جاتا تھا جس نے ساری عمر تلوار نہ چلائی تھی، جس کی کسی نے فوجی تربیت نہ کی تھی۔ اس پیغام اور کلام رسانی کے بعد ایک بہادر سپاہی بن گیا۔ جس کا بڑھا ہوا ایک ایک قدم سخت سے سخت معرکوں میں آگے بڑھا لیکن کبھی پیچھے نہ ہٹا اتنا زبردست جرنیل بن گیا جس کی سربراہی میں اس کے پیروکاروں کی ایک چھوٹی سی جماعت نو سال کے مختصر عرصہ میں تمام عرب کی فاتح بن گئی۔ جو دنیا کی سب سے پہلے اسلامی ریاست کا سربراہ، عدلیہ کا منصفِ اعلیٰ، مقننہ کا مقننِ اعظم۔ اور معدنیات عرب کا سیاسیاتدان بن گیا۔ اس کی پیدا کردہ سپرٹ اور فوجی تنظیم سے بے سر و سامان عرب بدوؤں نے چند سالوں میں دنیا کی دو عظیم الشان اور ناقابلِ تسخیر فوجی طاقتوں کو الٹ کر رکھ دیا۔ صحرائے عرب کا یہ بادیہ نشین جو چودہ سو سال پہلے تاریخ کے تاریک ترین دور میں پیدا ہوا تھا، جدید دور کا بانی اور تمام دنیا کا رہبر بن گیا صرف ان کا ہی لیڈر نہیں ہے جو اس کو مانتے ہیں بلکہ ان کا بھی رہنما ہے جو اسے نہیں مانتے۔ انہیں اس امر کا احساس تک نہیں ہے کہ جس کے خلاف وہ زبان کھولتے ہیں اس کی رہنمائی کس طرح ان کے خیالات میں، ان کے اصولِ حیات اور قوانینِ عمل میں اور عصرِ جدید کی روح میں پیوست ہو گئی ہے۔

آئیے غور کریں۔

اس ان پڑھ گلہ بان کے اندر یکایک اتنا علم، روشنی، طاقت، کمالات اور تربیت یافتہ قوتیں کیوں کر بیدار ہو گئیں۔ ہم آج کے ترقی پسند کہتے ہیں کہ یہ سب اس کے اپنے دل و دماغ کی پیداوار تھیں اگر واقعی ایسا تھا تو اس نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا؟ خدائی کا دعویٰ کیوں نہیں کیا؟ کیا لوگ اسے

فرمودات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ: از مکتوبات شریف

دنیا اور آخرت

سرور کائنات حبیب رب العالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوکن ہیں۔ اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض۔ پس جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہو گئی۔ پس آخرت سے بے نصیب ہوگیا۔ حق تعالےٰ ہم کو دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے بچائے۔

ہمسایہ کے ساتھ نیکی

احسان سب جگہ اچھا ہے مگر خاص کر ان لوگوں کے ساتھ جو ہمسائیگی کا قرب رکھتے ہوں بہت ہی بہتر ہے۔ حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پڑوسی کے حق ادا کرنے میں اس قدر مبالغہ فرمایا کرتے تھے کہ اصحاب کرامؓ کو اس مبالغہ سے گمان ہوتا تھا کہ شاید ہمسایہ کو میراث سے بھی حصّہ دلائیں گے۔

شیطان اور علماء سوء

کسی عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے خاطر جمع کیا ہوا ہے۔ اس عزیز نے اس امر کا بھید پوچھا۔ لعین نے جواب دیا کہ اس وقت کے بڑے عالم میرے ساتھ اس میں میرے مددگار ہیں اور مجھ کو اس ضروری کام سے فارغ کر دیا ہے۔

طلب اور درد

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ دینے کا ارادہ نہ کرتا تو طلب اور درد نہ دیتا۔ غرض طلب اور درد کی دولت کو بڑی نعمت جان کر جو چیز کہ اس کے مخالف ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی فتور پڑ جائے اور اس گرمی میں کسی قسم کی سردی تاثیر کر جائے۔

حق کی تلخی

حق بات کے ظاہر کرنے میں ایک قسم کی تلخی ہے اگرچہ شدّت وضعف کے لحاظ سے متفاوت ہوتی ہے۔ وہ شخص بڑا ہی سعادتمند ہے جو اس تلخی کو شہد کی طرح پی جائے اور ھل من مزید کہے۔

خدا کا خوف

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہوئے۔ ایک کوچہ سے گزر رہے تھے کہ کسی قاری نے آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ

"بے شک تیرے رب کا عذاب آنے والا ہے۔"

اس کو سنتے ہی آپ بے ہوش جاتے رہے اور اونٹ سے بے خود ہوکر زمین پر گر پڑے۔ وہاں سے اٹھا کر ان کے گھر لے گئے اور مدت تک اسی درد سے بیمار رہے۔

عورت نما مرد

جناب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"اس مرد کو جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے لعنت ہے۔"

رقص وسرود

اس زمانہ کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ کرکے سرود و رقص کو اپنا دین بنا لیا ہے اور اسی کو اطاعت وعبادت سمجھ لیا ہے۔

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو لعب کو اپنا دین بنا لیا ہے۔"
(قرآن کریم)

اور روایات سابقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔ تو پھر خیال کرنا چاہیئے کہ سماع ورقص کی.... مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اس کو طاعت وعبادت سمجھنا کیا برا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ ہمارے پیر اس امر میں مبتلا نہ ہوئے اور تابعداروں کو اس قسم کے امور کی تقلید سے چھڑا دیا۔

سماع اور مولود

آپ کو لکھا جا چکا ہے کہ سماع کے منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے، جو نعتیہ قصیدوں اور نعتیہ شعروں کے پڑھنے سے مراد ہے۔

رات کا قیام اور صبح کی نماز

ایک دن امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوکر آدمیوں میں نگاہ کی۔ اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس وقت موجود نہ دیکھا۔ فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں ہوا۔ حاضرین نے عرض کی کہ وہ اکثر رات کو جاگتا رہتا ہے۔ شاید اس وقت سو گیا ہوگا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تمام رات سویا رہتا اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔

چالیس سال کی نمازیں قضا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضو کے آداب میں سے ایک ادب کے ترک ہو جانے کے باعث اپنی چالیس سال کی نمازوں کو قضا فرمایا۔

بے عمل علماء

بے عمل علماء پارس پتھر کی طرح ہیں کہ تانبا اور لوہا جو اس کے ساتھ لگ جائے سونا ہو جاتا ہے اور اپنی ذات میں پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی وہ آگ جو پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہے جہاں کو اس آگ سے کئی طرح کے فائدے ہیں لیکن وہ پتھر اور بانس اپنی اس اندرونی آگ سے بے نصیب ہیں۔

شریعت کے اجزاء

شریعت کے تین جزو ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو گئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔

بدتر گروہ

یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ بہتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابؓ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ "لیغیظ بہم الکفار" قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحابؓ ہی نے کی ہے اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔ قرآن کو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا ہے اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن بھی مطعون ہے۔ حق تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے برے اعتقاد سے بچائے۔

غلام یٰسین صدیقی

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

صفحۂ ہستی پر دیوبند کی سرزمین صرف "دارالعلوم" کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جس تک دارالعلوم کے علمی و عملی کمالات کی ضو فشانیاں نہ پہنچی ہوں۔ نقشۂ عالم پر اس کے دینی اثرات کی تابناکیاں جب تک قائم ہیں اس وقت تک حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے ہمہ گیر علم و فضل کی یاد بھی تازہ رہے گی۔

جب مولانا مرحوم علم و حکمت کی تلاش میں دیوبند پہنچے اس چشمۂ آبِ حیات و علمی آماجگاہ سے آپ نے صرف علمی تشنگی ہی نہیں بجھائی بلکہ تمام ان محاسن و خوبیوں کو حاصل کیا جن کی اس میں تربیت دی جاتی ہے۔ تدریس، تصنیف، تبلیغ، افتاء، صحافت، تدبر و سیاست وغیرہ۔ بالیقین جہاں وہ علوم شیخ کے امین تھے وہاں اپنے استاذ محترم کے مشن کے قدر شناس اور محافظ بھی تھے۔ مولانا مرحوم ایسی مقدس ہستیوں کے صحیح وارث تھے جو علم میں بحر ذخار اور عمل میں ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے صحیح پیروکار تھے۔ اس لئے وہ علم و فضل کا پیکر، ذہانت و ذکاوت کی ایک مثال، استقلالِ فکر اور اصابتِ رائے کا ایک پہاڑ، سیاست و سیادت کے مسند نشین، غیرت و وضعداری کا ایک نمونہ تھے۔ وہ ذہین ہی نہیں تھے بلکہ اگر کسی کو ذہانت کو مرئی شکل میں دیکھنے کی آرزو ہوتی تو اسے مولانا مرحوم کو دیکھ لینا چاہئے تھا۔ ان کی عام زندگی وقار و سنجیدگی و سنت نبویؐ کے دلآویز محاسن کا مجموعہ تھی۔ اسلام دشمن مدبرین کی شاطرانہ چالوں نے مولانا موصوف کے تدبر کے سامنے مات کھائی۔ خلوص اور بے غرضی کو ان کے دم سے "زندہ رہنے" کا موقع ملا۔ للّٰہیت اور خلوص ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کی رائے سے اختلاف رکھنے والے لوگ بھی آپ کے جذبات و صداقت کی قدر کرتے تھے۔ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے تاریخی انتخابات کے بعد جب عوامی تحریک کے نتیجہ میں فریقین کے مابین مذاکرات شروع ہوئے تو راقم آثم نے ان دنوں اخبارات میں خود پڑھا کہ مسٹر بھٹو مولانا مرحوم کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کی شخصیت صرف پاکستان کے لئے مایۂ افتخار نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے لئے سرمایۂ ناز تھی۔ عصرِ حاضر میں ایسے خوش بخت انسانوں کا ملنا ناممکن ہے جو بام عروج تک رسائی کے بعد اپنی مذہبی روایات کو برقرار رکھ سکیں، مگر قربان جائیے اس جبلِ استقامت پر جس نے ۹ ماہ وزارت علیا کے باوجود سابقہ زندگی اور دورِ حکومت میں ایک لمحہ بھی امتیازی شان پسند نہ کی۔ دورِ وزارت میں بھی سادگی کا وہی عالم جو قبل ازیں ہوا کرتا تھا۔ بارہا حضرتؒ کی خصوصی مجلسوں میں شرکت کی سعادت میسر آئی مگر احقر نے کبھی بھی آپ کو خلافِ سنت نہیں پایا۔ انسان ہنستا ہے تو بے ساختہ قہقہہ نکل جاتا ہے مگر مجال ہے مولانا مرحوم کبھی اس طرح ہنسے ہوں، بس خندہ زیرِ لب۔

آہ یہ مجسمۂ علم و عمل بھی ہم سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے انہیں سرفراز فرمائے۔ آمین۔

رپورٹنگ: محمد ستار صابر

جب تک مسلمان ایک اللہ سے ڈرتے تھے تو سارا عالم ان سے کانپتا تھا

حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی کا جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے عظیم اجتماع سے روح پرور خطاب

خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

بزرگو اور بھائیو!!

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جن کو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے ایمان والوں سے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ ایسا اور اتنا جیسا کہ اللہ کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز ہرگز موت نہ آئے، مرنے نہ پاؤ مگر یہ کہ تم مسلمان ہو اور ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایک تو اپنے تقویٰ کا خوف کا اور ڈر کا حکم دیا اور تقویٰ بھی ایسا ہونا چاہیئے جیسے اللہ کے تقویٰ کا حق ہے اور اس قدر ہونا چاہیئے اور اتنا ہونا چاہیئے جتنا اللہ کا تقویٰ ضروری ہے۔

دوسرا حکم دیا ہے کہ ہرگز ہرگز مرنے نہ پاؤ موت نہ آئے مگر اسلام پر ایمان پر یعنی ایمان ہی پر موت آنی چاہیئے۔ ایمان کے علاوہ العیاذ باللہ کسی اور حالت پر مسلمان کی موت نہیں آنی چاہیئے۔

اس آیت میں پہلا حکم تقویٰ کا جو نہایت ضروری چیز ہے۔ دنیا میں ہم جلب منفعت ضرورتیں اپنے کام نفع اور بھلائیوں کی خاطر بہت سی چیزوں سے ڈرتے ہیں۔ اسی طرح دفع مضرت کے لئے پریشانی، تکلیف مصیبت ایسی کیفیتوں کی وجہ سے بھی بہت سی چیزوں سے ڈرا جاتا ہے۔ لوگ ماں باپ سے، استاد سے، بڑوں سے تعلق والوں سے ڈرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ انہیں بھلائی ملے محروم نہ ہوں۔ مقاصد پورے ہوں۔ سہولتیں اور آسانیاں دین اور دنیا کسی بھی قسم کی حاصل ہوں۔ اسی طرح منفعت اور بھلائیوں کی خاطر ڈرا جاتا ہے اسی طرح بہت سی چیزوں سے خطرہ ہوتا ہے۔ پریشانی کا تکلیف کا مصیبت کا تو ان سے بھی ڈرا جاتا ہے جیسے افسروں سے پولیس سے حاکموں سے، اسی طرح سانپ سے شیر سے ہاتھی سے بھیڑیے سے، اسی طرح برے لوگوں سے کوئی بدمعاش ہے، قاتل ہے چور ہے ڈاکو ہے تو ان سے ڈرا جاتا ہے، کسی بھلائی کی امید پر نہیں بلکہ ان سے اس لئے ڈرتے ہیں کہ ان کی ایذا رسانی سے مصیبت اور تکلیف سے بچ سکیں۔ جب دنیا کی زندگی میں بھی جلب منفعت یا دفع مضرت کے لئے عقل کہتی ہے کہ ڈرا جائے اور ہر عقلمند اس کی پابندی کرتا ہے تو پھر اس پورے عالم کے خالق و مالک حاکم الحاکمین اور داتا جس کی حکومت قبضہ تسلط اور اثر سب کچھ تمام عالم پر جاری ساری ہے اور جس کی قدرت و فیصلے میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے جو سب سے بے نیاز ہے اور اس سے کوئی بھی عالم میں بے نیاز نہیں ہے، سب محتاج اور نیازمند ہیں اور وہ اپنے فیصلے میں کسی کا محتاج اور دست نگر نہیں کسی کا حکم اس کی مرضی کے خلاف ناطق نہیں ہو سکتا بلکہ سب بے چون و چرا اس کا حکم مانتے ہیں۔ وہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے اور جہان میں جو کچھ ہو رہا ہے اسی کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ کوئی ہستی دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کر سکے۔ تو پھر دنیاوی چیزوں سے ڈرے چاہے جلب منفعت کے لئے چاہے دفع مضرت کے لئے اور اس تمام عالم کے بادشاہ اللہ سے نہ ڈرے کتنی بڑی حماقت ہے، کتنی بڑی غلطی اور کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔ حقیقت میں اگر اصلیت کو ہم پہچان لیں اور اس تک پہنچ سکیں تو اللہ کے علاوہ کوئی بھی دنیا میں ڈرنے کے قابل نہیں۔ وہی ایک ہستی ہے جو ڈر کے قابل ہے، تقویٰ کے قابل ہے اور خوف کے قابل ہے۔ اگر اس سے ڈرنے لگیں تو پھر شاید غیروں سے ڈرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

محترم بزرگو! جب تک دنیا میں مسلمان صرف ایک اللہ سے ڈرتے تھے تو سارا عالم ان سے کانپتا تھا اور انہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب ہم نے سارے عالم کے مالک کو چھوڑ دیا، بھول گئے، ہمارے ہاتھ سے اس کا دامن چھوٹ گیا۔ ہمارا قلب اور دماغ اس کے خوف سے خالی ہو گیا تو رات دن ساری دنیا ہم کو ڈراتی ہے اور کوئی ہم سے نہیں ڈرتا۔ اسی لئے اس عالم میں گر یہی ہے اصول یہی ہے اور بنیاد یہی ہے کہ اللہ سے ڈرو اس کا خوف، اس کا تقویٰ اور اس کا تعلق پیدا کرو۔ اگر اس کا تقویٰ حاصل ہو جائے تو پھر کسی دوسرے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جو ایک ہی در کا ہو کر رہے اسے کا ہے ڈر در در ڈر ڈر ہو۔ پنجابی کی مثل ہے کہ

سیاں انکھیاں پھیریاں بیری ہوا جہان
ٹک جھکیاں مہرڑی لاکھوں کریں سلام

اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگر ایک اللہ اپنا لے اور اپنا ہو جائے تو پھر عالم میں کوئی دوسرا آنکھ نہیں دکھا سکتا۔ کسی کی ہستی ممکن نہیں دنیا میں جو آنکھ دکھا سکے، اور اگر ایک اللہ کا نہ ہو تو پھر ساری دنیا آنکھ دکھانے والی کہاں بچ کے کون جائے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بھلائی کی خاطر ان کو توجہ دلائی ہے کہ ایمان والو اللہ سے تقویٰ اور خوف اختیار کرو۔ وہ خوف حقیقی، اصلی اور پورا، وہ خوف ایسا ہونا چاہیئے کہ کسی کے خوف سے کم نہ ہو۔

اگر آپ کے دل میں خوف اللہ کا ہو اور سانپ کے، اژدھے کے، ہاتھی کے، شیر کے، بھیڑیے کے خوف سے کم تو وہ اللہ کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوقات ہیں۔ ان کے ہاتھ میں نفع نقصان کچھ نہیں۔ وہ چاہے تو ان سے نقصان پہنچا دے چاہے تو نفع پہنچا دے۔

اگر آپ کے دل میں اللہ کا خوف ہے، لیکن ڈاکو اور چور سے کم، افسر اور پولیس اور حکومت سے کم، کسی بڑے آدمی، کسی بدمعاش اور کسی قاتل سے کم، حتیٰ کہ دنیا میں تمام مخلوق میں سے کسی چیز کے خوف سے بھی کم ہے تو پھر اللہ کے تقویٰ کا حق ادا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ چیزیں عاجز محض ہیں۔ جو کچھ بھی انہیں حاصل ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے اور ان کا کوئی ارادہ و تدبیر اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ان سب سے اعلیٰ ارفع اور اونچا ہے۔ اللہ کا تقویٰ حقیقی ہے۔ اظہار کا، صورت کا، شکل کا، لباس کا اور باتوں کا نہیں۔ لوگ ہمارے اس لباس کو دیکھ کر نہ جانے کیا سمجھتے ہیں۔ کون جانتا ہوں میں کون ہوں؟ جو آپ نے دیکھا وہ سمجھ لیا اور جو آپ نے سُنا سمجھ لیا لیکن اس لباس میں چور ہے، ڈاکو ہے، اچھا ہے، بُرا ہے یہ تو آپ صرف میری صورت اور باتوں سے نہیں پہچان سکتے۔ اس کو تو حقیقت میں صرف اللہ پہچانتا ہے۔ ساری دُنیا کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن ایک اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا لوگ ہماری صورت دیکھتے ہیں، لوگ ہماری باتیں سنتے ہیں اور اسی پر رائے قائم کرتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس کے قلب میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تو کسی خیال کو کسی حال میں کسی جگہ کے دل کے دماغ کے وسوسوں تک کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ دنیا کچھ کہا کرے پر اللہ کے ہاں کس کی کیا حالت اور حیثیت ہے وہ اصل چیز ہے۔

اگر تقویٰ قلب کا ہو دماغ کا ہو باطن کا ہو ظاہر کا ہو حقیقی ہو دکھاوے کا نہ ہو تو وہ اللہ کے یہاں چلے گا۔ دنیا میں بہت سی چیزیں چلتی ہیں، مانی جاتی ہیں، دیکھی جاتی ہیں، کہی جاتی ہیں پر حقیقت میں اللہ کے یہاں قلب کے تقویٰ کی قدر ہے۔ ساری دنیا انکار کرے اور ایک اللہ ہمارا ہو تو کوئی گھاٹا نہیں، اور ساری دنیا سر پر بٹھائے اور قدر کرے لیکن ایک اللہ نہ مانے تو کچھ نہیں بے حیثیت، جھوٹا اور فریب ہو سکتا ہے منافقوں میں نام لکھا جائے۔ تقویٰ اصل دل کا ہے۔ آقائے نامدار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تقویٰ قلب کا ہے۔ قلب میں اگر تقویٰ ہے تو مانا جائے گا۔ فائدہ ہوگا، بھلائی ملے گی، اور اگر قلب خالی ہے تو ہزار مانا کریں، لاکھوں کروڑوں ماننے والے ہو جائیں کچھ نہیں ملے گا۔ قلب کے تقویٰ کے بغیر یہ سب کچھ تجارت دنیاداری اور کہنے کی باتیں ہیں۔ کوئی فائدہ نہیں اس کا جس طرح سکہ چلتا ہے چاندی، پیتل، تانبا، کاغذ اور کاہے کا اسی طرح تقویٰ بھی وہ چلے گا جو دل سے ہو اور ساری دنیا تف تف کرے اور کوئی نہ مانے اور الزامات اور تہمتیں اور بکواسیں لگاتی رہے مگر اللہ کے یہاں معتبر ہو تو کوئی کمی نہیں۔ اللہ سے ڈرو ایسا اور اتنا جیسا اور جتنا اللہ سے ڈرنے کا حق ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے مطالبہ کیا ہے ایمان والوں سے کہ اس کی شان کے مطابق اس سے ڈرو۔ دوسرا مطالبہ یہ کہ خبردار ہرگز ہرگز نہ مرو مگر اسلام اور ایمان پر۔ موت ایسی چیز ہے جو کسی کے بس میں نہیں اور کوئی نہیں جانتا کہاں اور کس وقت موت آئے گی اور موت انسان کے سب سے سخت وقتوں میں سے وقت ہے۔ انسان پر دنیا میں جتنی مشکلات اور مصیبتیں پڑتی ہیں یا پڑ سکتی ہیں ان میں سب سے سخت وقت موت کا ہے۔ اس لئے شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کی موت کا وقت آ گیا ہے آثار موت کے شروع ہو گئے ہیں اور تم سے کوئی شخص جدا ہو رہا ہے تو اس پر شدید ترین روحانی اور جسمانی اذیت اور امتحان کا وقت ہے۔ اس وقت ہمدردی، محبت اور تعلق کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ جانے والا ایمان کے ساتھ جائے، تو ایسے سخت وقت میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے کہ غلطی اور الجھن میں الٹا ہو جائے۔ ایسے موقع پر شریعت کا حکم یہی ہے کہ نہایت محبت نہایت شفقت اور نہایت نرمی کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ کر کے اللہ کا نام لو، ذکر کرو تاکہ اس کو محسوس ہو جائے کہ میرے پاس اللہ کا نام لیا جا رہا ہے۔ اگر اس کے مقدر میں خیر ہے تو اس کے بھی منہ سے کلمہ نکل جائے گا اور بیڑہ پار ہو جائے گا، مگر اس کی اجازت نہیں ہے کہ آپ اس کو زور دے کر کہیں کہ کلمہ پڑھ کلمہ پڑھ! خدانخواستہ اس پریشانی اور الجھن میں جس کو آپ سوچ بھی نہیں سکتے خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے جس میں وہ گزر رہا ہے۔ اگر پریشانی میں اس کے منہ سے انکار نکل گیا تو کیا حشر ہوگا۔

اس لئے شرعی مسئلہ یہی ہے کہ جب موت کے آثار ہوں تو تلقین اسے اس طرح نرمی سے کی جائے کہ وہ متوجہ ہو جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہے تو مرد مرنا چاہیئے اسے ایمان پر۔ ہو سکتا ہے آپ کی

شہر شہر سے — ترتیب: قمر ہاشمی

نظام العلماء صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ اور صوبہ بھر کے ضلعی امراء و نظماء کا ایک مشترکہ اجلاس

نظام العلماء صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ اور صوبہ بھر کے ضلعی امراء اور نظماء کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت امیر صوبہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ مورخہ ۲۸ دسمبر شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوا جس میں ملک کی عمومی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ چند قراردادیں پاس کی گئیں اور مختلف مسائل پر پانچ گھنٹے بحث و تمحیص جاری رہی۔ تنظیمی امور کے بارے میں درج ذیل فیصلے کئے گئے۔ آپ درج ذیل امور کو روبہ کار لائیں تاکہ جماعتی کام کو بڑھایا جا سکے۔

۱۔ ربیع الاول کے مقدس مہینے میں نظام العلماء کے زیر اہتمام سیرت کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔

۲۔ مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۰ دسمبر کے فیصلے کے مطابق صوبائی شاخ نے مولانا احمد سعید لدھیانوی آف فیصل آباد کو نمائندہ مقرر کیا ہے۔ ان کا عہدہ ڈپٹی سیکرٹری کا ہوگا۔ وہ ناظم عمومی پنجاب کے خصوصی معاون کی حیثیت سے کام کریں گے۔ عنقریب صوبہ بھر کا تنظیمی دورہ کریں گے۔ ہر ضلعی امیر اور ناظم عمومی اپنے ضلع کے اندر ان کے ساتھ دورہ کر کے تعاون کریں۔

۳۔ صوبائی دفتر کے باقاعدہ قیام کے لئے ناظم عمومی کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو حالات و فنڈ کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ مرتب کرے گی۔ اس وقت تمام صوبائی معاملات کی نگرانی مولانا محمد اکبر سلیمانی لاہور بدستور انجام دیتے رہیں گے۔

۴۔ ہر ضلع اپنی ماہانہ کارکردگی کی رپورٹ ناظم عمومی پنجاب کو ملتان کے پتہ پر ارسال کرے۔

۵۔ مرکزی مجلس عمومی کے ۱۵-۱۶ مارچ ۸۱ء کے اجلاس کے لئے آپ کے ضلع کی طرف سے فیس رکنیت کی قسم مبلغ   روپے دفتر مرکزیہ پہنچ چکی ہے۔ اس حساب کی رو سے آپ اپنے ضلع سے   ناموں کی مکمل فہرست مع مکمل پتہ جات بنام "مولانا زاہد الراشدی ناظم دفتری امور نظام العلماء پاکستان، چوک رنگ محل لاہور" کو ۲۰ جنوری ۸۱ء تک ارسال فرما دیں تاکہ مرکزی اجلاس کے لئے دعوت نامے جاری کئے جا سکیں۔

محمد نور الحق

ناظم عمومی نظام العلماء پنجاب

نزد چوک چیلیک، کچہری روڈ،

ملتان

ضلع گوجرانوالہ میں

۲۵ تبلیغی جلسوں کا پروگرام

نظام العلماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد نے اعلان کیا ہے کہ نظام العلماء کی صوبائی مجلس عاملہ کی ہدایت کے مطابق ربیع الاول کے دوران سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ضلع بھر میں پچیس تبلیغی اجتماعات کا پروگرام بنایا گیا ہے جن میں جماعتی راہنماؤں کے پانچ گروپ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق جلسوں سے خطاب کریں گے۔

۱۔ پہلا گروپ مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الطاف، قاری سعید الرحمٰن تنویر اور مولانا محمد نواز بلوچ پر مشتمل ہے جو ۱۲ جنوری کو نوشہرہ سانسی ۱۵ جنوری کو وزیر آباد، ۲۶ جنوری کو راہوالی، ۲۹ جنوری کو امین آباد اور ۲ فروری کو کرنپڑی بھٹیاں میں اجتماعات سے خطاب کریں گے۔

دوسرے گروپ میں علامہ محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد اسحٰق کھٹانہ، مولانا علی احمد جامی، اور مولانا محمد عبد اللہ راشد شامل ہیں، جو ۱۷ جنوری حافظ آباد، ۲۰ جنوری کوٹلی پیر چھٹہ، ۲۵ جنوری کو سادکی چیمہ، ۲۸ جنوری کو کاموکی اور یکم فروری کو تلونڈی کھجور والی میں جلسوں سے خطاب کریں گے۔

تیسرے گروپ میں ڈاکٹر غلام محمد، مولانا گل محمد توحیدی، مولانا محمد حنیف اور مولانا عبد الرحمٰن محمود شریک ہیں جو ۱۳ جنوری کو سوہدرہ،

۱۶ جنوری کو	لوتاڑد
۲۲ " "	رسولنگر
۲۷ " "	فیروزوالا اور
۲۹ " "	جلیں کے تبلیغی اجتماعات

میں شامل ہوں گے۔

چوتھا گروپ مولانا محمد یوسف رحمانی، مولانا محمد اقبال نعمانی، مولانا شہاب الدین خالدی اور مولانا محمد اسرائیل پر مشتمل ہے جو:

۱۲ جنوری کو	واہنڈو
۲۴ " "	منڈیالہ تیگہ

۲۷ر جنوری کو قلعہ دیدار سنگھ
۳۰ " " " نوشہرہ ورکاں اور
۳ر فروری کو تتلے عالی میں جلسوں سے مخاطب ہوں گے۔

پانچواں گروپ مولانا عبدالرحمٰن شاکر، مولانا ثناء اللہ، حافظ گلزار احمد آزاد اور علامہ عبدالغفور بٹ پر مشتمل ہے جو:

۱۸ر جنوری کو سکھیکی
۲۲ " " گکھڑ
۲۶ " " " ٹھٹھ سی موسیٰ خان
۲۹ " " " کلاسکے اور
۳۱ " " " کوکوٹ ہلوداہ میں تبلیغی اجتماعات سے خطاب کریں گے۔

ڈاکٹر غلام محمد نے بتایا کہ ان اجتماعات کے اختتام پر ۴ر فروری کو گوجرانوالہ شہر میں نظام العلماء کا ضلعی کنونشن منعقد ہوگا جس میں مرکزی قائدین مولانا محمد اجمل خان، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر علماء خطاب فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

ابو القاسم ڈاکٹر غلام محمد

مولانا احمد سعید لدھیانوی
ڈپٹی سیکریٹری نظام العلماء
پنجاب کے بہاولپور ڈویژن
کے دورے کا پروگرام

بہاولپور ڈویژن کے دورے میں قاری حماد اللہ صاحب اور مولانا رشید احمد لدھیانوی ساتھ ہوں گے۔

۲۰ - ۲۱ - ۲۲ جنوری رحیم یار خان
۲۴ - ۲۵ " بہاولپور
۲۶ - ۲۷ " بہاولنگر

مدرسہ اشرف المدارس
گرونانک پورہ گلی نمبر ۹، شہر فیصل آباد
فون ۲۲۵۱۰

بزم محمود

جامعہ رحمانیہ رجسٹرڈ جہانیاں منڈی میں قائد اسلامی انقلاب شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی یاد میں زیر سرپرستی جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد اشرف صدر مدرس جامعہ رحمانیہ بزم محمود کا انعقاد عمل میں آیا اور مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب ہوا:

صدر	مولوی محمد رفیق علی پوری
نائب صدر	قاری محمد عرفان سرحدی
جنرل سیکرٹری	محمود الحسن قمر جھنگوی
جوائنٹ سیکرٹری	عبدالکریم دین پوری
خازن	عتیق الرحمٰن درخواستی
سیکرٹری نشر و اشاعت	عبدالرحمٰن جہانیاں

محمود آباد کراچی

ینگ سنی ایسوسی ایشن پاکستان کے مرکزی صدر جناب حافظ عطا حسن ساجد، مرکزی نائب صدر جناب محمد اشرف اقبال نیر، مرکزی جنرل سیکرٹری حافظ محمد بلال اختر، جوائنٹ سیکرٹری جناب محمد ابراہیم، سیکرٹری نشر و اشاعت جناب اکرام الدین اختر اور خازن جناب فضل محمد ستار نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور ان کے مشن کی تکمیل کا عہد کیا۔

مرحوم کی دینی اور ملی خدمات
کو فراموش نہیں کیا جا سکتا

ملک کے جید عالم دین ممتاز سیاستدان اسلامی نظام کے پُرجوش مبلغ مولانا مفتی محمود مرحوم کی وفات پر موضع خویشگی کے متعدد مقامات پر تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے۔

۱۔ جامع مسجد شکرزی میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد طاہر منعقد ہوا، جس میں مولانا مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی خاطر ختم قرآن کیا گیا۔ اجلاس میں مولانا مرحوم کی وفات کو عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان اور عظیم سانحہ قرار دیا گیا۔

۲۔ ایک تعزیتی اجلاس جامع مسجد حاجی فتح خان میں زیر صدارت مولانا سید علی شاہ منعقد ہوا جس میں مولانا مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی ہوئی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد طاہر اور حافظ محمد علی نے مولانا مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

۳۔ ایک اور تعزیتی اجلاس جامع مسجد موضع عارف آباد میں زیر صدارت مولانا نور رحمان منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا مفتی محمود مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی ہوئی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد حسن نے مرحوم کی سیاسی اور مذہبی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم نے عالم اسلام کی ترقی اور کامرانی کے لئے جو کوششیں اور تبلیغ کی ہے ان کو تاریخ عالم اسلام میں ایک سنہرے باب کی حیثیت حاصل ہے۔

محمد حسن

قرآن خوانی

گزشتہ روز جامع مسجد عبید خان موضع محال کالنجر میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا فقیر محمد منعقد ہوا۔ اجلاس میں علماء کرام اور معززین دیہہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فقیر محمد نے کہا کہ مولانا مفتی محمود مرحوم نے اپنی ساری زندگی اسلامی نظام اور جمہوریت کے لئے وقف کر دی تھی۔

اجلاس کے آخر میں بزرگ سیاستدان، پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ اور برصغیر کے بے مثل عالم دین مولانا مفتی محمود مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی ہوئی۔

شرکائے اجلاس نے مولانا مرحوم کی مذہبی اور سیاسی خدمات کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو ملک وملت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔

مولانا اسعد مدنی کی
کراچی میں مصروفیات

حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ ۵ جنوری صبح ۱۱ بجے سب سے پہلے مولانا محمد زکریا صاحب کے مدرسہ انوار العلوم میں پہنچے۔ وہاں ایک تقریب میں شرکت کرنے کے بعد جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن پہنچے جہاں امسال وفاق المدارس کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو تقسیم انعامات کی تقریب میں شرکت کی۔ یہ انعامات مدرسہ اور ادارہ نشریات اسلام کی جانب سے دیئے گئے۔

شام بعد العصر جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کی طرف سے کئے عصرانے میں شرکت کی جو ہوٹل جلیس میں جمعیۃ طلبہ اسلام کراچی کے صدر محمد شکیل کی صدارت میں ہوا۔ اس کے بعد شیخ محمد حنیف صاحب کے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔

دوسرے روز (۶ جنوری) نماز فجر جامع فاروقیہ میں ادا کی اور بعد نماز فجر مختصر خطاب فرمایا اور پھر سیدھے ائیرپورٹ پر پہنچے اتفاق سے فلائٹ ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احباب نے حضرت مولانا مدظلہٗ سے مختلف موضوعات پر معلومات حاصل کیں۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے کراچی سے راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گئے۔ ائیرپورٹ پر الوداع کہنے والوں میں مفتی عبدالرحمٰن، مولانا محمد زکریا، مولانا سلیم اللہ خان، محمد فاروق قریشی، عبدالباسط مرزا، محمد اسلم شیخ، شیخ محمد حنیف۔ ڈاکٹر عبدالرزاق، ممتاز احمد، حکیم متین بشیر احمد رانا اور بہت سے طلباء شامل ہیں۔

اظہارِ تعزیت

فقیر والی ۲ جنوری، مولانا فضل محمد مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم مولانا محمد قاسم قاسمی جنرل سیکرٹری نظام العلماء حافظ ولی محمد خطیب جامع مسجد مولانا محمد اشرف صاحب مبلغ سواد اعظم بابو تاج محمد صاحب چوہدری اشرف الاسلام چیئرمین بلدیہ مولانا محمد اسلم شاکر ڈاکٹر فرزند علی محمد حنیف کونسلر بلدیہ آغا محمد سرور جنرل سیکرٹری انجمن سگریٹ پان فروشان محمد امین نعیم جنرل سیکرٹری انجمن صحافیاں کے علاوہ شہر کی دیگر تنظیموں نے مولانا محمد یوسف قریشی جنرل سیکرٹری نظام العلماء ضلع بہاولنگر کے بابا صاحب کے اچانک انتقال پُرملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ مرحوم بہت ہی نیک سیرت، دیندار، علم دوست غریب پرور انسان تھے۔ مدرسہ قاسم العلوم میں قرآن خوانی کرائی گئی اور بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

محمد امین النعیم
پریس رپورٹر، فقیر والی

تقسیمِ انعامات

مجلس نشریات اسلام کراچی کے ناظم فضل ربی ندوی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان ۱۴۰۰ھ دورہ حدیث میں اوّل، دوم، سوم آنے والے طلباء کو مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی کتابوں کا سیٹ گذشتہ سال بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اب انشاء اللہ حسب ذیل خوش نصیب فضلاء،

۱۔ مولانا عبدالغنی صاحب
ولد الٰہی بخش صاحب (اوّل)
۲۔ مولانا محمد یوسف صاحب
ولد قاری محمد ابراہیم صاحب (دوم)
۳۔ مولانا عبدالقدیر صاحب
ولد عبدالعزیز صاحب (سوم)

کو ایک سادہ تقریب میں انعامات دیے جائیں گے۔

مجلس نشریات اسلام ان نوجوان فضلاء کو ان کی شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

فضل ربی ندوی

حافظ آباد

(نامہ نگار خصوصی) حافظ آباد کے ممتاز سماجی راہنما مولانا محمد الطاف، مبلغ ختم نبوت، حافظ عبدالوہاب جالندھری، جمعیۃ طلبہ اسلام کے مقامی جنرل سیکرٹری سیف اللہ اور صاحبزادہ حافظ احمد سعید نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں قائد تحریک اسلامی مولانا مفتی محمودؒ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مفتی مرحوم تمام عمر اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے کوشاں رہے اور اس جدوجہد میں انہوں نے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں مگر راہ حق کے اس مجاہد کو ان کے مشن سے کوئی بھی ہٹا نہ سکا۔

انہوں نے مزید کہا کہ مولانا مفتی محمودؒ کی وفات سے سیاست یتیم ہو گئی اور قوم بیوہ ہو گئی ہے۔ ان کی وفات سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ تا دیر پورا نہیں کیا جا سکے گا۔

علم دانشوروں کی نظر میں

- علم حاصل کر خواہ اس کے لئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
- علم کا حصول ہر مومن مرد اور عورت پر فرض ہے۔
- ایک گھنٹہ علمی غور وفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

موسیٰ خیل کے مسائل

- تقریباً ایک ماہ سے پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ تینوں ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں۔ لوگ جو ہڑوں اور نالے کا گندہ پانی استعمال کر رہے ہیں۔
- گرلز ہائی سکول کی کوئی عمارت نہیں۔ چلتا پھرتا سکول ہے کبھی کہیں اور کبھی کہیں۔

پبلک ہیلتھ سینٹر کے بجائے بنیادی ہیلتھ سنٹر بنا دیا گیا ہے۔

- ڈل سکول کا جب درجہ بڑھایا گیا تو چاکسازی۔ پارچہ جات۔ بڑھئی کا کام دستکاری وغیرہ ختم کر دی گئی۔ موسیٰ خیل کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ لڑکوں کے پرائمری سکول کی عمارت گر چکی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے تبدیل کر کے ڈسٹرکٹ کونسل کی ڈسپنسری میں عارضی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ سابقہ لڑکوں کے پرائمری سکول کو گرلز پرائمری سکول میں تبدیل کیا گیا ہے۔
- گورنر صاحب نے ۲۴ دسمبر کو میانوالی کا دورہ کیا اور ہم کوشش کرنے کے باوجود ملاقات نہ کر سکے۔
- آبادی کا لحاظ رکھتے ہوئے سابقہ حکومتوں نے پولیس سٹیشن۔ ڈاک بنگلہ (ریسٹ ہاؤس) تمام دوسرے دفاتر وغیرہ موسیٰ خیل میں قائم کئے تھے، لیکن نامعلوم وجہ کی بنا پر پروجیکٹ مرکز واں بھچراں قائم کیا گیا اور مزید کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے دفاتر بھی واں بھچراں منتقل کئے جا رہے ہیں۔
- علاقہ کی قیمتی اور زرخیز زمینوں کی سیرابی کا واحد طریقہ نمل ڈیم ہے، لیکن عرصہ دراز سے بیماری اور انتظامیہ کی توڑ توڑ میں مٹی جمع ہو جاتی ہے۔ وہ ڈیم سے پانی خارج کرتے ہیں اور ہم ہونے نہیں دیتے کیونکہ ہماری روزی ختم ہوتی ہے اور پورے سال کے فصل کا دارومدار ہے۔ علاقہ کی کافی آبادی وانڈہ جات پر بھی مشتمل ہے جو تین میل سے پانی پینے کے لئے جاتے ہیں۔ لوگوں کے آمد و رفت کے لئے سڑکیں کم ہیں۔ کافی علاقہ میں بجلی کی سہولت نہیں ہے۔

ہماری استدعا ہے:

۱۔ (ا) سمر شؤل پمپ (SUMMER SHUEL PUMP) جو واں بھچراں پل اور دوسرا نواز خان کے گھر کے پاس ہیں ان کی جگہ ۵ کی ٹربین لگائی جاوے۔
(ب) وہ پمپ جو ٹنکی کو پانی سپلائی کرتے ہیں ان میں سے ایک براہ راست پائپ لائنوں میں مخصوص کیا جائے اور پائپ لائنوں کے وال ٹھیک جائیں، جب تک نئی دوسری ٹینکی نہیں بن جاتی TARPINE کی بجائے KERTINL لگائی جائیں۔

۲۔ بنیادی ہیلتھ سنٹر کو بڑھا کر ہیلتھ سنٹر کا درجہ دیا جائے اور جب تک یہ نہیں ہوتا وہاں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر ایم بی بی ایس متعین کئے جائیں۔

۳۔ نمل ڈیم کا مزید رقبہ خرید کیا جاوے اور پانی ۱۱۶۷ فٹ کے لیول پر کھڑا رہنے دیا جائے۔ تیسری لفٹ سکیم کو مزید شرقی جانب کر کے مڑ دے فرمایا جاوے جو گورنر صاحب دورہ میانوالی میں منظوری دے آئے ہیں۔ اس سے ہمیں بھی فائدہ پہنچے گا۔

۴۔ گورنمنٹ ہائی سکول کو ٹیکنیکل ہائی سکول کا درجہ دیا جاوے اور اس میں فرنیچر استادوں کی کمی اور بلڈنگ کی خستہ حالی کے لئے فنڈ مہیا فرمایا جائے۔

سنٹرل پرائمری سکول کی عمارت کی مرمت کے لئے فنڈ دیا جائے اور مرمت ہونے کے بعد وہاں گورنمنٹ گرلز ڈل سکول کی منتقلی کے آرڈر بھی کئے جائیں۔

... بربب طرک پرائمری سکول بوائز کے اردگرد چار دیواری اور فرنیچر کی فراہمی کے سلسلے فنڈ مہیا کیا جائے۔

۵۔ پروجیکٹ مرکز کو موسیٰ خیل فوراً تبدیل کر کے علاقہ کی حق رسی کی جائے اور پروجیکٹ مرکز کا دفتری ڈاک بنگلہ موسیٰ خیل میں کھولا جائے۔

۶۔ علاقے میں بجلی اور پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے سروے کیا جائے اور سڑکیں بنانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

۱۔ عبدالرحمٰن
وائس چیئرمین یوسی موسیٰ خیل
۲۔ حاجی غلام جیلانی
۳۔ " سلطان ملک
۴۔ محمد رمضان ماہی
۵۔ عصمت اللہ خان

مقابلہ مضمون نویسی

اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام نئی صدی ہجری کے سلسلے میں کل پاکستان مضمون نویسی کا مقابلہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

درج ذیل عنوانات پر مضامین ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ تک مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچ جائیں۔

مضمون کے ساتھ ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے دستخط مع مہر ثبت ضروری ہے۔ مقابلہ میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو تین تین کتابوں کے سیٹ دیئے جائیں گے یا نقد ۱۰۰/- روپے، ۷۵/- روپے اور ۵۰/- روپے دیئے جائیں گے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:

- خاتم النبیینؐ بطور معلم
- " سپہ سالار
- " محسن انسانیت

پتہ: اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور
معرفت پوسٹ بکس نمبر ۲۰۳۴
جی۔ پی۔ او۔ لاہور

طلباء کی ڈائری — محمد ادریس

• جمعیۃ طلبہ اسلام کے مرکزی انتخابات ۱۲-۱۳ مارچ کو لاہور میں ہوں گے
• صوبہ پنجاب کے انتخابات وسط فروری تک اور صوبہ سندھ جمعیۃ کے انتخابات ۱۲ فروری کو ہوں گے۔

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور صوبائی ذمہ دار حضرات کا ایک مشترکہ اجلاس مرکزی دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام ۴۴/بی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا۔ تنظیمی صورتحال پر روشنی ڈالتے ہوئے جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے کنوینر جناب خالد محمود ڈوگر نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ صوبہ پنجاب میں معاونت سازی ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ صوبہ بھر میں چار ہزار سے زائد طالب علم جمعیۃ کے معاون بن چکے ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ بیشتر جگہوں پر مقامی انتخابات ہو چکے ہیں جبکہ ضلعی انتخابات میں گوجرانوالہ، جہلم اور بہاولنگر کے انتخابات مکمل ہو گئے ہیں۔ عنقریب جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے گا جس میں ضلعی انتخابات کا حتمی شیڈول ترتیب دے کر صوبائی انتخابات کی تاریخ کا تعین کیا جائے گا۔ انہوں نے صوبہ پنجاب میں تعلیمی اداروں کی سٹوڈنٹس یونینوں کے انتخابات کے بارے میں کہا کہ یہ بات خوش آئند ہے کہ پورے پنجاب میں سٹوڈنٹس یونینوں کے انتخابات میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان نے اپنے جماعتی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے انتخابات میں حصہ لیا اور کئی مقامات پر جزوی اور مکمل کامیابی بھی حاصل کی۔ سرگودھا، شکر گڑھ، خانپور، رحیم یار خان اور دیگر مقامات پر جمعیۃ کے نمائندے کامیاب ہوئے ہیں اور تا حال اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ مکمل فہرست عنقریب شائع کر دی جائے گی۔

صوبہ سندھ سے محمد اسلم وسیر کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سندھ اور سید اصغر علی شاہ گیلانی رکن تنظیمی کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ سندھ اجلاس میں شریک ہوئے۔ محمد اسلم وسیر نے صوبہ کی تنظیمی صورتحال پر شرکاء اجلاس کو بتایا کہ صوبہ سندھ میں سکھر ڈویژن میں معاونت سازی مکمل ہو چکی ہے۔ شکارپور اور جیکب آباد کی شاخوں کے تمام انتخابات اور ضلعی انتخابات مکمل ہو چکے ہیں جبکہ چند روز قبل صوبہ سندھ کی تنظیمی کمیٹی میں کئے گئے فیصلوں کے مطابق درج ذیل انتخابی شیڈول ترتیب دیا گیا۔

۱۔ کراچی ڈویژن — ۵ فروری
زیر نگرانی عبدالستار
رکن تنظیمی کمیٹی، صوبہ سندھ

۲۔ حیدرآباد — ۵ فروری
زیر نگرانی محمد اسلم وسیر
کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام سندھ

۳۔ نواب شاہ — ۲۴ جنوری
زیر نگرانی محمد اسلم وسیر

۴۔ سکھر — ۳۰ جنوری
زیر نگرانی عبدالستار
رکن تنظیمی کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام سندھ

۵۔ لاڑکانہ — ۳۰ جنوری
زیر نگرانی سیف الرحمٰن
رکن تنظیمی کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام سندھ

۶۔ خیرپور — ۶ فروری
زیر نگرانی اصغر علی شاہ
رکن تنظیمی کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام سندھ

جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سندھ کے کنوینر نے کہا کہ صوبائی انتخابات ۱۲ فروری کو نوابشاہ میں ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دو ہزار معاونت سازی کر لی گئی اور ابھی تک جاری ہے۔

صوبہ سندھ کے کالجز میں کام کی صورتحال پر انہوں نے کہا کہ ہمارے سندھ کے اکثر کالجوں میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے ساتھی کام کر رہے ہیں۔ اور باقاعدہ یونٹ موجود ہیں۔ عنقریب صوبہ سندھ کے تعلیمی اداروں میں سٹوڈنٹس یونینوں کے انتخابات ہوں گے اس میں جمعیۃ طلبہ اسلام بھرپور حصہ لے گی۔

جناب اسلم وسیر کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ کے استفسار پر قائد طلبہ نے کالجز الیکشن کے بارے میں جمعیۃ طلبہ اسلام کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات طے شدہ ہے اور ہمارے اکثر اجلاسوں میں اتفاق رائے سے پاس ہو چکی ہے کہ جمعیۃ طلبہ اسلام بہر صورت انفرادی طور پر الیکشن میں بحیثیت جماعت حصہ لے گی اور کسی ملک دشمن اور صحابہ دشمن تنظیم سے اتحاد نہیں کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ یہ بات طے ہے کہ "اسلامی جمعیۃ طلبہ" سے اتحاد نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ طلباء تنظیموں سے حالات کے مطابق اتحاد ہو سکے گا۔

صوبہ سندھ کی تنظیمی صورتحال کے ضمن میں جناب اسلم دبیر نے ہالیجی شریف میں چار روزہ تربیت گاہ کی مکمل رپورٹ شرکاء اجلاس کے گوش گزار کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس تربیت گاہ میں صوبہ سندھ کے مختلف گوشوں سے اسی کے قریب اراکین شریک ہوئے جنہوں نے چار روز تک مسلسل اس پروگرام سے استفادہ کیا۔ انہوں نے اس کے دوررس نتائج کی توقع ظاہر کی۔ صوبہ سرحد میں کنونشن کے انعقاد کو نظر تحسین سے دیکھا گیا اور ظہیر میر عالم کے دورے کی رپورٹ کے مطابق مجموعی صورتحال کو تسلی بخش قرار دیا گیا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق صوبہ سرحد کا کنونشن انتہائی کامیاب رہا اور صوبہ سرحد کے انتخابات بھی مکمل ہو گئے ہیں۔ صوبہ بلوچستان کی صورتحال پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ ندیم اقبال اعوان نے صوبائی انتخابات اپنی نگرانی میں کروائے۔ انہوں نے کہا کہ نئی کابینہ کی کارکردگی حوصلہ افزا ہے۔

اجلاس کے بعد سرپرست اعلیٰ جمعیۃ طلبہ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان کی توثیق سے مرکزی انتخابات کی تاریخوں کا اعلان کیا گیا۔ اس اعلان کے مطابق جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۱۲-۱۳ مارچ کو لاہور میں منعقد ہوگا جس میں آئندہ دو سال کے لئے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی قیادت کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔

پشاور کنونشن : جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے زیر اہتمام ہونے والے عظیم الشان کنونشن اور صوبائی انتخابات کی مکمل رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

دفتر جلد کھولا جائے

سیاسی جماعتوں پر پابندی کے بعد ان کے تمام دفاتر سربمہر کر دیئے گئے لیکن ستم ظریفی یہ کہ لاعلمی کی بنا پر یا جان بوجھ کر چند مقامات پر جمعیۃ طلبہ اسلام (جس کا عملی سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ سیاسی جماعت ہے اور طلبہ میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لئے جدوجہد کر رہی ہے) کے دفاتر بھی سربمہر کر دیئے گئے لیکن حکام کی توجہ دلانے کے بعد جلد ہی وہ دفاتر واگزار کر دیئے گئے۔ لیکن حافظ آباد کی انتظامیہ نہ جانے کس وجہ سے دفتر کو واگزار نہیں کر رہی حالانکہ بارہا اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مقامی بااثر افراد بھی اس کی سفارش کر چکے ہیں لیکن انتظامیہ کی سمجھ میں بات نہیں آرہی۔ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی چیف آرگنائزر نے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ دفتر کو جلد واگزار کیا جائے۔

مجالس عاملہ کے لئے

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی ہر سطح کے انتخابات مکمل ہو رہے ہیں۔ دستور کے مطابق ہر سطح کا صدر اپنی مجلس عاملہ کے مشورے سے بالائی سطح کی مجلس عمومی کا انتخاب کرے گا۔ لہٰذا ہر سطح کے صدر اور مجلس عاملہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مجلس عمومی کے اراکین کے انتخاب کے لئے درج ذیل باتوں کا ضرور خیال رکھیں:

- رکن نے جمعیۃ طلبہ اسلام کا فارم معاونت پر کر کے معاونت کا عہد کیا ہو۔
- رکن مجلس عمومی (مقامی، ضلعی، صوبائی، مرکزی) طالب علم ہو
- رکن پختہ جماعتی ذہن رکھتا ہو اور فعال ہو۔ جماعتی اصولوں کو سمجھتا ہو اور ان کی پابندی کرتا ہو۔
- دو سال تک کام کر سکے۔
- مجالس عمومی کے اجلاسوں میں پابندی سے شریک ہو
- جماعت کی طرف سے سپرد شدہ کام انجام دے سکے۔
- جماعتی مسائل میں اچھی رائے کا اظہار کر سکے۔
- ذمہ دار افراد کو ترجیح دیں۔
- عاملہ کے انتخاب کے بعد شوریٰ کا انتخاب بھی کریں۔ شوریٰ سے صدر مختلف نیز مسائل میں مشورہ کرے۔ شوریٰ میں غیر طالب علم اراکین بھی نامزد کئے جا سکتے ہیں۔

ساتھی متوجہ ہوں

- آئندہ کوئی بیان، کوئی خبر، کوئی رپورٹ، کوئی کارکردگی جو جمعیۃ طلبہ اسلام کے مرکزی لیٹر پیڈ پر تحریر نہ کی گئی ہوگی شائع نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا چھوٹی بڑی چٹوں، سادہ کاغذ یا ذاتی لیٹر پیڈ پر خبریں ارسال کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔
- مرکز سے خط وکتابت کرتے وقت اپنے خط کے آخر میں اپنا پتہ ضرور لکھیں۔
- مرکزی دفتر سے حاصل کئے گئے لٹریچر اور دیگر اشیاء کی رسید ضرور حاصل کریں۔
- عزم نو جو آپ تک جماعتی خبریں پہنچانے کا ذریعہ ہے اسے ساتھیوں تک ضرور پہنچائیں۔ اور وی پی وصول کر لیا کریں تاکہ اس آرگن کو باقاعدگی سے چلایا جا سکے اور معیار کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ عزم نو کے سلسلے میں اپنی تجاویز ارسال کریں اور خبریں باقاعدگی سے بھیجیں۔
- اپنے اجلاسوں کے فیصلوں کی نقول، کارکردگی اور تقاریر کی مکمل رپورٹیں باقاعدگی سے ارسال کریں۔ ہر خبر شائع کی جائے گی۔
- دیر بعد موصول ہونے والی رپورٹیں شائع نہ ہوں گی۔
- ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر جمعیۃ طلبہ اسلام کی طرف سے شائع شدہ اشتہار طلب کر کے دیواروں پر چسپاں کریں۔
- ہر سطح پر معاونین کے نام و پتے وغیرہ کی لسٹیں تیار کریں۔ اس مقصد کے لئے مرکز کی طرف سے رجسٹر معاونین طلب کریں

محمد ادریس
رکن تنظیمی کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان

بقیہ: رسول امیؐ

یا دہائی اس کے لئے مددگار ہو جائے اور اس کے منہ سے اللہ کا نام نکل جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے منہ سے آخری کلمہ لا الہ الا اللہ نکلا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ فقہا نے صراحت کی ہے کہ لا الہ الا اللہ ہو الا اللہ ہو، اللہ اللہ ہو۔ اللہ کا نام جس طرح بھی لو اس کا یہی مفاد ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تکلیف مالا یطاق تو نہیں ہے کہ جو بس میں نہیں ہے اس کا حکم دے دیا ہو۔ نہیں یہ بات تو اللہ تعالےٰ کی عادت کے بالکل خلاف ہے۔ اس نے جس چیز کا ہم کو مکلف کیا ہے، وہ چیز ہمارے اختیار میں بھی دی ہے۔ ہم اس کو کر سکتے ہیں تبھی اللہ تعالےٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسا کرو۔

میرے محترم بزرگو! اس ایمان پر خاتمے کو حاصل کرنا ہمارے بس اور قبضے میں دیا گیا ہے اور ہم کو کرنا چاہیئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کا نام زیادہ سے زیادہ لیا جائے۔ اللہ کے نام کے ذکر کی کثرت کی جائے اور اسی کی طرف لو لگائی جائے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: حضرت مدنی کی تقریر

بھگوان کرشن کا اوتار نہ سمجھ لیتے اور خدا ماننے سے انکار نہ کر دیتے مگر وہ تو اس نبوت اور کمالات کا کریڈٹ بھی نہیں لے رہا۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں ایک انسان ہوں تمہی جیسا ایک انسان۔ میرا کچھ بھی اپنا نہیں ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے اسی کا دیا ہوا ہے۔ یہ کلام جس کی نظیر بنی نوع انسان پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ کارنامے جو میں نے دکھائے ہیں قانون جو میں نے وضع کیے ہیں جو فتوحات مجھے ہوئی ہیں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہیں اور میں ہر چیز میں خدا کا محتاج ہوں۔ ادھر سے جو کچھ وہ اشارہ کرتا ہے وہی میں کہتا ہوں اور وہی میں کرتا ہوں۔ پھر وہ رہبر عظیم اپنے ان فرمودات کی حقانیت کے لیے کلام اللہ کا یہ حصہ پیش کرتا ہے

"اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ سکتے تھے۔ دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا،، (العنکبوت ۴۹-۴۸)

یہ آیت اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ محمد عربیؐ کے اہل وطن، دوست، عزیز اور قرابت دار جن کے درمیان وہ روز پیدائش سے وصال تک رہے اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ نے عمر بھر نہ کوئی کتاب پڑھی اور کبھی قلم ہاتھ میں لیا۔ پھر بھلا وہ اپنی طرف سے کیونکر کوئی کلام پیش کر سکتے تھے۔ پھر ان کے درمیان، ان کالی کملی کے سایہ میں آجانے والوں نے رب تعالیٰ کے کلام اور رسول عربیؐ کی سچائی پر یقین لاکر اسلام قبول کر لیا اور جنہوں نے روشن نشانیوں سے انکار کیا وہ پہلے سے زیادہ تاریکیوں اور گمراہیوں میں دھکیل دیے گئے۔

وما علینا البلاغ۔

ادارۂ ترجمان اسلام لاہور کے چیف رپورٹر

جناب راؤ منور احمد خاں

مختلف اضلاع کے تفصیلی دورہ پر ہیں۔

— (ادارہ)

اکسیر احتلام

جریان و احتلام و سرعت کا شرطیہ علاج

اکسیر احتلام کے چند روزہ استعمال سے جریان و احتلام و سرعت انزال جیسے موذی امراض سے نجات پاکر انسان مرد کامل بن جاتا ہے

قاری محمد ایوب مدرسہ حنفیہ محمدیہ

کوچہ چاہ تیلیاں، شو مارکیٹ، لاہور

قرضہ حسنہ و عطیات کی اپیل

آزاد کشمیر اور پاکستان میں یکساں مقبول ہفت روزہ کو اشاعت کے سلسلہ میں گوناگوں مالی مسائل درپیش ہیں۔ یہ ہفت روزہ دینی، سماجی اور ادبی حلقہ میں یکساں مقبول ہے۔ اس کے علاوہ کتب ہائے دینیہ کی اشاعت کے لئے بھی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ مخیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر کے لئے عطیات۔ قرضہ حسنہ دے کر مشکور فرمائیں۔ ہر قسم کی شرائط تحریری طور پر طے کر جائیں گی۔ فوری رابطہ کے لئے لکھیں۔

مینجنگ ایڈیٹر، ہفت روزہ "امن" و جنرل منیجر امن پبلیکیشنز

۱۰۱۹/۴۰ مین بازار، کالا گوجراں، جہلم، پاکستان